وہ حصہ ہے مرا لیکن

عفت سحر پاشا

میں تیری ذات کا حصہ ہوں
میں تیری سوچ میں شامل ہوں
میں تیری یاد کا محور ہوں
میں تیری سانس کا جھونکا ہوں
جذبے کا کوئی نام نہیں
تو میرا نام نہ پوچھا کر

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

وہ سرسبز لان میں گھاس پر کتاب رکھے نظریں لفظوں پر دوڑا رہی تھی، جب ارم شور مچاتی الجھتی سانسوں کے ساتھ چلی آئی۔

"الٰہی خیر......" ثوبیہ نے کتاب بند کر کے اسے دیکھا۔ "کیا ہو گیا۔"

"تم اکیلی یہاں مری ہوئی ہو وہاں ساری لڑکیاں گراؤنڈ میں جمع ہیں۔" وہ ہانپتی ہوئی بولی تو ثوبیہ نے بے تکے انداز میں کہا۔

"کیوں...... وہاں بردکھوا ہو رہا ہے؟"

ارم نے خون کے گھونٹ بھرے تھے۔ ویسے بھی ثوبیہ کے ساتھ رہ کے یہ اس کا معمول بن چکا تھا اور وہ کافی صحت مند ہوتی جا رہی تھی۔

"بدتمیز، وہاں پولیس آئی ہے۔ ساتھ میں تین سڑک چھاپ رومیو بھی ہیں۔ پولیس کے مطابق یہ وہی لڑکے ہیں جو چھٹی کے ٹائم لڑکیوں کو تنگ کرتے تھے۔" ارم نے جلدی سے تفصیل بتائی تو ثوبیہ کو اٹھنا ہی پڑا۔

"چلو بھئی۔ دیکھتے ہیں روڈ پر رومیو دکھائی دینے والے یہاں کیا نظر آتے ہیں۔"

تقریباً" سارا کالج ہی گراؤنڈ میں جمع تھا۔ ایک سائیڈ پر تینوں لفنگے سپاہیوں کے گھیرے میں کھڑے تھے جبکہ ایس پی لڑکیوں سے مخاطب تھا۔

"دیکھیں گرلز، اگر آپ لوگ تعاون کریں گی تو ہی انہیں سزا دی جاسکتی ہے۔ اس کے بغیر تو انہیں پکڑنا بے کار ہے۔ آپ کی ایک کالج فیلو بھی غالباً" انہی میں سے کسی کی حرکتوں کی وجہ سے تعلیم چھوڑ گئی ہیں جیسا کہ مجھے پرنسپل صاحب سے معلوم ہوا ہے۔ اگر آپ میں سے کوئی ان میں سے کسی کو ایسی حرکت میں ملوث ہونے کی وجہ سے پہچانتا ہے تو پلیز۔"

[illegible] میں پہچان جاری تھی۔ ایس پی کی ریکویسٹ کے جواب میں روز [illegible] کرنے والی لڑکیاں یوں خاموش تھیں جیسے وہاں موجود ہی نہ ہوں۔ ثوبیہ اور ارم لڑکیوں کو ادھر ادھر دھکیلتی بمشکل آگے پہنچیں۔ ذرا تسلی سے اس نے "مجرمین" پر نگاہ ڈالی تو اس کا پچھلے مہینے کا غصہ عود کر آیا۔

"اری! یہ بلیک پینٹ اور گرین ٹی شرٹ والا وہی ہے جس کی وجہ سے عالیہ نے کالج چھوڑا تھا۔" وہ دانت پیستے ہوئے سرگوشی میں ارم سے بولی تو ارم نے اس کی ٹیچر سے پوری طرح واقف ہونے کی بنا پر اس کا [illegible]

"خاموشی سے کھڑی رہو اور دوسروں کی طرح تماشا دیکھو۔" ارم کے جھنجھلانے پر اسے غصہ آگیا۔

"نہیں [illegible]"

ارم اس کا ہاتھ کسی قیمت پر چھوڑنے کو رضامند نہیں تھی۔

"دیکھیے، اس میں آپ سب ہی کا فائدہ ہے۔ آج آپ انہیں سزا دلوائیں گی۔ تو آئندہ سب عبرت پکڑیں گے۔"

ایس پی مسلسل تحمل سے کہہ رہا تھا مگر اس کی شنوائی نہیں ہو رہی تھی۔

"آج گواہی دو اور جب سزا کے بعد یہ باہر نکلیں تو پھر عالیہ قاضی کی طرح گھر بیٹھ جاؤ۔" کسی نے تلخی سے کہا تھا۔

"ہنہ...... عبرت پکڑیں گے۔ اس گرین شرٹ والے کو دیکھو۔ ابھی بھی سب کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے نیا ٹارگٹ تلاش کر رہا ہو۔"

ثوبیہ کے پیچھے کوئی غصہ سے کہہ رہی تھی۔

"اس کا کیا ہے کل تک باہر لڑکیوں کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا، آج پولیس والوں کی مہربانی سے پورے کالج کو دیکھ لیا۔ اس کی تو بہت بڑی حسرت پوری ہو گئی ہو گی۔" دوسری نے جواب دیا تھا۔

"تو اور کیا۔ سزا تو ملتی ہی رہتی ہو گی، اس کا انہیں خوف کہاں، اسی لیے تو اتنی دیدہ دلیری دکھا رہے ہیں کہ ایسے موقعے روز روز تو نہیں ملتے ناں۔"

ثوبیہ کو ان سرگوشیوں پر غصہ آنے لگا۔ ادھر ایس پی لڑکیوں کی ڈھٹائی پر مشتعل ہو گیا تھا۔

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کل کو آپ ہمارے پاس شکایات لائیں تو ہم کان نہ دھریں؟"

"ایکسکیوزمی سر۔"

وہ با آواز بلند بولی تو کئی سر اس کی طرف گھومے۔

ارم کا رنگ پل بھر ہی میں اڑ گیا وہ ارم کی بے بس گرفت سے ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھی اور بہت بے خوفی سے بولی۔ "سر ان میں سے ایک کو میں پہچانتی ہوں۔"

ایس پی کا چہرہ چمک اٹھا تھا۔ جبکہ ماحول پر سکتہ طاری تھا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی لڑکی یوں علی الاعلان بات کرے گی مگر یہ ثوبیہ زمان تھی جسے برائی کے خلاف بولنے سے کوئی بھی روک نہیں سکتا تھا۔

"آپ اس کی نشاندہی کریں میں اس کا حلیہ بگاڑ دوں گا۔"

ایس پی نے اس کی حوصلہ افزائی کی تو وہ بڑے اطمینان سے آگے بڑھی۔ سب اس کے انداز پر انگشت بدنداں تھے۔ لڑکوں کے سپاہیوں کی گرفت میں ہونے کے باوجود کوئی بھی لڑکی ان کے پاس جانے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ارم جانے کیا کیا پڑھ کر اس پر پھونکیں مار رہی تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے گرین ٹی شرٹ والے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ وہ اچھے خاصے کھاتے پیتے بلکہ "چھلکاتے" ہوئے گھرانے کا نوجوان لگ رہا تھا۔ تینوں میں سے بس وہی بے خوفی سے ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہا تھا۔

"یہی ہو نا جس نے عالیہ قاضی کے ساتھ سرعام بدتمیزی کی تھی؟"

ثوبیہ نے شرربار لہجے میں کہا اور اگلے ہی لمحے فضا حیران رہ گئی۔ ثوبیہ نے اس لڑکے کے منہ پر زوردار تھپڑ دے مارا تھا۔ حیرت کی زیادتی سے سب سکتے میں تھے اور وہ جوان تا غیر یقینی تھپڑ کھا کر ششدر سا کھڑا تھا سپاہیوں کے نرغے میں بے قابو ہونے لگا۔ وہ فوراً پیچھے ہٹ گئی۔

ایس پی نے بطور خاص اس کا شکریہ ادا کیا۔ پرنسپل نے اس کی بہادری اور جرأت کو سراہا تھا۔ پولیس ان تینوں کو لے کر چلی گئی تو ہنگامہ سرد پڑنے لگا جہاں سب لڑکیاں ثوبیہ کو سراہ رہی تھیں وہیں چند لڑکیاں حقیقت سے آگاہ تھیں وہ خوفزدہ تھیں۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا ثوبیہ۔ کل کلاں کو وہ تمہارے راستے میں بھی آ سکتا ہے۔" اس کی کسی دوست نے سمجھایا تھا۔ ثوبیہ نے بڑے اطمینان سے اس کی طرف دیکھا۔

"او ایا [illegible] کیا ہوتا ہے؟ اور پھر کل کلاں کو وہ [illegible] کی اور کی چادر [illegible] بھرے بازار میں کھینچ سکتا تھا جیسا اس نے عالیہ قاضی کے ساتھ کیا تھا۔" وہ اپنے [illegible] پر اعتماد بولی تھی۔

"یہ بات تو تم علیحدگی میں بھی انسپکٹر کو بتا سکتی تھیں۔ اس کے کپڑوں کا کلر بتا کر یوں "پوائنٹ آؤٹ" کرنا ضروری تھا کیا؟"

ارم کا دل تو اب تک قابو سے باہر تھا اس نے ثوبیہ کو لتاڑا تو وہ شانے اچکا کر اسے اور تپانے لگی۔

"شکر کرو کہ وہ پولیس کی حراست میں تھا ورنہ پہلی فرصت میں وہ تمہیں اٹھا کر لے جاتا۔"

کالج کی حدود سے نکلتے ہوئے چھٹی کے وقت ارم نے اسے دہلانے کی ناکام کوشش کی تھی۔

"ہنہ...... بکواس۔ تم لوگوں کی بزدلی کی وجہ سے یہ بدمعاش لوگ اتنے شیر ہو جاتے ہیں۔ اب دیکھنا سدا یاد رکھے گا کہ کسی لڑکی سے پالا پڑا تھا۔" ثوبیہ بڑے اطمینان سے بولی تھی تو ارم چڑ کر رہ گئی۔

"اتنی اچھی لڑکی تو نہیں تھی جس کی خاطر تم نے اپنے ہاتھ کا پرنٹ اس کے چہرے پر چھاپ دیا۔ اچھی خاصی خراب ریپوٹیشن تھی اس کی۔"

وہ اپنا رکشا تلاش کر کے اندر بیٹھ گئیں۔

"میرے نزدیک لڑکیاں کیسی بھی ہوں ان کی عزت سب پر لاگو ہوتی ہے۔ اس کی خراب ریپوٹیشن کا یہ مطلب نہیں کہ سرعام اس کے ساتھ بدتمیزی کی جائے۔ میرے اندر تو تب سے آگ دہک رہی تھی تم پر پتا نہیں کیوں اثر نہیں ہوتا۔"

اس کے لہجے میں تاسف بھری سنجیدگی تھی۔

"عالیہ قاضی جیسی لڑکیوں کا انجام ہمیشہ برا ہی ہوتا ہے۔ مجھے تو تمہاری فکر لگ گئی ہے۔ اور...... سارا

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

قصور تمہارے ابو کا ہے خود تو بگڑے ہوئے ہیں ہی۔ تمہیں بھی وہی گھٹی دے دی۔ تمہاری امی بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔" ارم رکشے کے شور کے باعث زور سے بولی تو ثوبیہ ہنس دی۔

* ___ * ___ *

زمان علی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جن کا خمیر ہی شرافت، سچائی اور ایمانداری سے اٹھایا جاتا ہے۔ وہ گورنمنٹ کی جس پوسٹ پر تھے وہاں وہ کافی سے زیادہ کما سکتے تھے مگر اپنی ملازمت کے پچیس سالوں میں کبھی انہوں نے اوپر کی کمائی کے متعلق سوچا بھی نہ تھا۔ پانچ بیٹیوں کی پیدائش کے بعد بھی انہیں اس گناہ کا خیال نہیں آیا تھا۔ زہرہ خاتون کا ان سے ہمیشہ اسی بات پر جھگڑا ہوتا تھا کہ زمان علی کے ساتھ کام کرنے والوں کے گھروں میں خوشحالی کا دور دورہ ہے تو پھر وہ کیوں ایمانداری کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں اور زمان علی اپنی خوش گفتار طبیعت اور صبر کی وجہ سے بس انہیں ہنس کر ٹال دیتے۔ وہ اتنے سالوں میں انہیں سمجھا نہیں سکے تھے تو اب اولاد کے جوان ہو جانے کے بعد کیا کرتے۔ البتہ ثوبیہ بالکل ان کا پرتو تھی وہ ماں کی بات سن کر ان سنی نہیں کرتی تھی بلکہ بحث پر اتر آتی۔

"اماں! آپ کیا چاہتی ہیں کہ ابو کی خوبصورتی ختم ہو جائے؟"

"اے لو ___ یہ میں نے کب کہا؟" وہ انگلی ہونٹ پر رکھے استعجاب سے بولیں تو اس نے باپ کی طرف دیکھا جو زیر لب مسکرا رہے تھے۔

"تو اور کیا کہہ رہی ہیں، جو اوپر کی کمائی کھاتے ہیں ان کے چہروں سے پھٹکار برستی ہے۔ آپ کیا چاہتی ہیں کہ ابو بھی انہی جیسے ہو جائیں؟" مسکراہٹ دبا کر بڑی سنجیدگی سے بولی تو اماں تلملا اٹھیں۔

"اے [illegible] ہزار بار کہہ ___ میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ بندہ اتنی محنت کرے تو کمائے تو ڈھنگ کا۔ یہ کیا ادھر کمائے اور ادھر راکھ بنے۔"

"راکھ کیوں بنے؟" ہم پانچوں کی تعلیم اور دوسرے اخراجات، گھر کے خرچے، بجلی، گیس، پانی اور ٹیلیفون کے بل، اتنی خاصی تنخواہ ہوتی ہے جب بھی تو یہ سب خرچ پورے ہوتے ہیں۔" وہ شروع ہو گئی جبکہ باقی سب کا کام مزے سے سننا تھا۔

"اے تو کم از کم اتنی تنخواہ تو ہو کہ کچھ بچ بھی جائے [illegible]" وہ اپنے موقف پر ڈٹی [illegible] ہیں وہ [illegible] کر رہ گئی۔

"کوئی فائدہ نہیں بیٹا! یہ بال دھوپ میں سفید نہیں ہوئے [illegible]" ابو [illegible] چھیڑا تو وہ باپ بیٹی کی دوستی اور بے تکلفی پر جل کر رہ گئیں۔

"ہاں ہاں ___ سارا الزام مجھی پہ ڈال دیں۔ مجھے تو یہ ایسے ہی ملے تھے نہ کچھ کم نہ زیادہ۔"

"یعنی ابو شروع سے اتنے خوبصورت ہیں اور دوسرے یہ کہ اماں چیزوں کو کافی سنبھال کے رکھتے ہیں۔" وہ شرارت سے بولی تو اماں نے خشمگیں نظروں سے اسے دیکھا۔

"اری بدبخت، انسان اور چیز میں تجھے کوئی فرق نظر نہیں آتا؟"

ان کے لہجے اور انداز پر ابو فوراً سنجیدہ ہو گئے۔

"زہرہ بیگم ___ میں نے کتنی مرتبہ کہا ہے کہ انہیں یوں نہ کہا کرو یہ بہت بختوں والی ہیں۔"

ان کی بے جا حمایت پر اماں خفا ہو گئیں۔ اس کے بعد انہیں منانا ایک دلچسپ مرحلہ تھا۔

اماں ویسے بھی ثوبیہ سے جلد خفا ہو جاتی تھیں ان کے خیال میں اس کے رنگ ڈھنگ لڑکیوں والے نہیں تھے۔ وہ اس لیے کہ وہ جھوٹ اور بناوٹ برداشت نہیں کر پاتی تھی۔ محلے میں کہیں عورتوں کی لڑائی ہوتی تو وہ دلائل کا ٹوکرا لے کر پہنچ جاتی۔ کوئی ناجائز بات کرتا تو ڈنڈا اٹھا کر کھڑی ہو جاتی۔ حتیٰ کہ گلی کی نکڑ پر کوئی لفنگا سیٹی بجاتا یا آوازے کسنے کی جرات کرتا تو بھی وہ نظر انداز کر کے گزر جانے کی بجائے اسے ذلیل کرنا بہتر سمجھتی تھی۔ اس کے خیال میں نظر اندازی سے حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اماں لاکھ سمجھاتیں کہ بعض جگہوں پر پہلو تہی کرنا بہتر ہوتا ہے مگر وہ وکیلوں کی طرح بحث

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

شروع کر دیتی۔ وہ باپ کی گدی سنبھالنے کی فکر میں تھی۔ اس کے دلائل سن کر اماں سر پکڑ کر بیٹھ جاتیں۔ زمان علی بیٹی کی ذہانت آمیز باتوں پر کبھی مسکراتے اور کبھی اسے تھپکی دیتے۔ نتیجتاً اماں کی توپ کا رخ ان کی طرف ہو جاتا۔ وہ گھبرا کر کسی کتاب کے پیچھے چہرہ چھپا لینے کو بہتر سمجھتے تھے۔ اماں کڑھ کر رہ جاتیں۔

* ——— * ——— *

"مل گیا؟"

علی کی شکل نظر آتے ہی وہ بستر پر اوندھا لیٹ کر سوچوں میں گم فوراً سیدھا ہو کر پوچھنے لگا اور تھکے تھکے انداز میں صوفے میں دھنستا علی چڑ گیا۔

"یہ نہ پوچھنا کہ میں نے صبح سے کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں بس...... مل گیا؟" اس نے آخر میں شاہ ویز کی نقل اتاری تھی مگر وہ بالکل سیریس تھا۔

"شٹ اپ علی اور سیدھی بات کرو۔ کیا پروگریس ہے؟"

علی نے گہری سانس بھر کے جیب میں ہاتھ مار کر ایک تہہ کیا ہوا کاغذ نکال کر لہرایا۔

"یہ تمہاری سینڈریلا کا ایڈریس ہے اور ساتھ ہی اس کا بائیو ڈیٹا بھی۔" پھر وہ کاغذ کھول کر اونچی آواز میں پڑھنے لگا۔

"نام ہے اس کا ثوبیہ زمان۔ رہائش گلشن کالونی ہاؤس نمبر فور۔ والد اس کے سرکاری ملازم ہیں۔ انتہائی ایماندار اور نیک انسان ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی چار بہنیں اور ہیں۔ محترمہ خود بی اے فائنل ایئر کی اسٹوڈنٹ ہیں۔ نہایت اکھڑ اور بدمزاج لیکن صرف مخصوص حالات میں۔" ذرا دیر کو رک کر اس نے شاہ ویز کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور اضافہ کیا۔ "جو تو اچھی طرح جانتا ہے۔ [illegible] لفنگوں کو سدھارتی نظر آتی ہیں۔ یعنی سماج سدھار تنظیم کی لیڈر کہلائی جاسکتی ہیں اور تیری ٹائپ کے لڑکوں کو وہ گھاس بھی نہیں ڈالتی۔" اس نے کاغذ علی کے ہاتھ سے لے لیا اور بڑے سکون سے بولا۔

"میں گھاس کھاتا بھی نہیں ہوں۔"

"قسم سے شاہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ تو یہ پیار و محبت وہ بھی پہلی نظر میں اس چکر میں کیسے پڑ گیا؟" علی نے سترھویں بار یہ جملہ کہا تھا۔ اس کے لبوں پر لحظہ بھر کو مسکراہٹ چمکی۔

"مجھے [illegible] عادت ہے۔"

تھوڑی دیر تک علی اسے دیکھتا رہا۔ اس نے اتنی توجہ [illegible] شاہ ویز کے چہرے پر کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"شاہ! یار بات یونیک یا آرڈنری کی نہیں ہے۔" وہ اسے سمجھانے لگا۔ "تجھ میں اور اس میں بہت فرق ہے بلکہ زمین اور آسمان کے فرق والا محاورہ تو شاید بنا ہی تم دونوں کے لیے ہے۔"

اس کی بات پر شاہ ویز نے تیوریاں چڑھا کر اسے دیکھا اس کا لہجہ بھی بہت تیکھا سا تھا۔

"کیوں وہ انسان نہیں یا میں؟"

"بکواس مت کرو۔" علی سلگ اٹھا تھا۔ "میرا مطلب کیا ہے وہ تم اچھی طرح سمجھ رہے ہو۔"

"اس میں ایسی نئی بات کیا ہے؟" وہ بڑے سکون سے بولا تو علی نے اسے تاسف سے دیکھا۔

"نئی نہیں مگر ایسی کوئی خاص اچھی بات بھی نہیں۔"

"تمہیں کیوں اتنی ہمدردی ہو رہی ہے اس سے؟"

علی کا مسلسل اس لڑکی کی سائیڈ لینا شاہ ویز کو بری طرح کھل گیا تھا۔

"بات ہمدردی کی نہیں ہے شاوی...... میں تجھے بچپن سے جانتا ہوں یہ عشق محبت تیرے نزدیک اہم کب سے ہونے لگے؟ اور پھر میں تجھے برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ وہ نارتھ پول ہے اور تو ساؤتھ پول۔ جن کا ملاپ کبھی ممکن نہیں ہو سکتا۔"

علی نے بہت یقین سے کہا تھا۔

"یہ عشق ہے' میدان جنگ نہیں کہ تو میری صلاحیتوں کو چیلنج کرے۔" وہ اپنی اکھڑ و بدمزاج طبیعت

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کو زیادہ دیر کنٹرول نہیں کر پاتا تھا مگر اس وقت سامنے علی مرتضیٰ تھا۔ اس کے بچپن کا دوست' اس کا ہمراز و غمگسار۔

''ہنہ ___ اور بات کرتے ہو عشق کی۔'' وہ استہزاء سے بولا تھا۔ ''یار میرے' عشق ہی تو وہ میدان جنگ ہے جہاں دنیا کا ہر وار ظلم و ستم اور ہر الزام سینہ تان کر مردانہ وار برداشت کر کے ہی دل والوں کی فہرست میں نام آتا ہے۔''

''علی! تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ صاف بات کرو۔''

''شاویز! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا اشارہ کس طرف ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ وہ مڈل کلاس سے متعلق ہے اور تم ہائی کلاس' بلکہ سپر ہائی کلاس سے تو یہ بہت گھٹیا سی بات ہوگی کیونکہ اگر وہ تمہاری سوسائٹی میں داخل ہو جاتی ہے تو یہ اس کی سنہری قسمت ہوگی۔ سب سے بڑا فرق ماحول کا ہے۔ اگر تم عام ہائی کلاس سے بھی تعلق رکھتے ہوتے تو اور بات تھی لیکن۔''

بے حد سنجیدگی سے بات کرتے کرتے وہ اٹکا تھا۔ یار کی نادانیوں اور خامیوں کو پوائنٹ آؤٹ کرنا اسے بہت مشکل لگ رہا تھا حالانکہ پہلے وہ یہ کام بلا جھجک کرتا تھا مگر اس سلسلے میں۔

''رکو مت ___ علی میں اس سلسلے میں تمہارا ویو بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔''

''وہ تمہارے لیول کی لڑکی نہیں ہے۔ مڈل کلاس طبقے کی لڑکیاں چاہے جتنی بھی ماڈرن ہو جائیں شوہر کو صرف اپنا ہی دیکھنا چاہتی ہیں اور تم نے تو لڑکیوں کے ساتھ دوستی میں کبھی حدود کا خیال تک نہیں کیا اور چلو اگر یہ سب تم اس سے کسی طرح مخفی رکھ بھی لوگے مگر شاہ ویز تمہارے ساتھ ہائی سوسائٹی کی کوئی لڑکی ہی چل سکتی ہے جس کا ماحول تمہارے ماحول سے میل کھاتا ہو۔ کسی لڑکے کے لڑکی کی طرف غلط انداز سے دیکھنے پر بھی بھڑک اٹھتی ہے وہ تمہارے یہ سب کیسے برداشت کر پائے گی۔''

علی نے مخلصانہ انداز میں اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی بلکہ وہ بڑے سکون سے سب کچھ سن رہا تھا۔ چہرے پر احساس ندامت کا نشان تک نہ…

''ہوں!'' وہ ہنکارا بھرتے ہوئے بولا۔ چند لمحے کچھ سوچا۔

''اور ___ اگر میں ___ یہ سب چھوڑ دوں تو؟'' اس کی اس قدر غیر متوقع آفر پر علی ہکا بکا اسے دیکھتا رہ گیا۔ [illegible] اس قدر شدید تھا کہ کتنی ہی دیر وہ چپ چاپ اسے دیکھے گیا۔ [illegible] کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور انداز اٹل اور پھر علی تو بچپن سے اسے جانتا تھا… لے کر سر صوفے کی پشت سے ٹیک دیا۔

''تو پھر ___ اب تم کیا چاہتے ہو؟'' علی نے نیم وا آنکھوں سے شاہ ویز کے پر طمانیت چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

''بس اے ___'' وہ بڑی سرشاری سے بولتا علی کو ایک نیا شاہ ویز لگا۔ وہ سیدھا ہوا۔

''اچھا اب اگر دل کا سکون اور طمانیت حاصل ہو گئی ہو تو مجھ غریب کو کچھ کھلا دو۔ ایمان سے کل صبح کا ناشتا نہیں کیا؟'' وہ کچھ مسکین سے انداز میں بولا تو شاہ ویز کو جھٹکا سا لگا۔

''واٹ ڈو یو مین ___؟ کل صبح سے ناشتا نہیں کیا؟''

''ہاں بس دوپہر اور رات کا کھانا کھایا تھا مگر صبح کا ناشتا نہیں کیا۔'' اس کے شرارت بھرے انداز پر وہ بھی ہنس دیا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد کافی دیر تک وہ باتیں کرتے رہے۔ شاہ ویز میں ایک نمایاں سی تبدیلی آئی تھی۔ اس کے لبوں پر مستقل مسکراہٹوں نے ڈیرا ڈال رکھا تھا اور یہ تبدیلی علی کو بہت اچھی لگ رہی تھی۔

☼ ——— ☼ ——— ☼

وہ اپنی ائر کنڈیشنڈ شاندار سی گاڑی میں چھٹی مرتبہ اس کے گھر کے سامنے سے گزرا تھا مگر ادھر ہو کا عالم تھا۔ سڑک پر اتنی گرمی میں کوئی آدمی تو کیا زندگی تک نہیں تھی۔ اس نے تاسف سے دیکھا۔ ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی تھی۔ اس نے گاڑی…

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اور نیچے اترا۔ ہوا کے گرم تھپیڑوں نے اسے بے اختیار جہنم کی یاد دلادی۔ چھوٹے سے براؤن بند گیٹ کے پاس وہ ادھر ادھر دیکھتا سڑک کے کنارے درخت کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔

اے سی کی ٹھنڈک میں ہر پل گزارنے والے شاہ ویز ادریس کا یہ روپ حیرت کن تھا وہ بڑے [illegible] اور حوصلے سے ایک پیر زمین پر دوسرا درخت کے تنے سے ٹکائے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ پسینے کی دھاریں اس کے گرمی کی شدت سے سرخ ہوتے چہرے سے بہہ رہی تھیں۔ اس کی سفید شرٹ بالکل بھیگ رہی تھی۔ براؤن گیٹ کے سامنے رکشا آکر رکا اور وہ نیچے اتری تھی۔ شاہ ویز فوراً سیدھا ہوا تھا۔ رکشا چل پڑا۔ وہ اب ڈور بیل بجارہی تھی۔

شاہ ویز اس کی طرف بڑھا تو وہ چونکی تھی پھر تیوری چڑھائے اچک کر گیٹ سے اندر دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ایکسکیوزمی مس۔" اس کی شائستہ آواز پر ثوبیہ نے تیکھی نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"جی فرمائیے......؟"

"دراصل میں یہاں ضیاء ربانی صاحب سے ملنے آیا تھا لیکن کچھ پتا نہیں چل رہا کیا آپ میری ہیلپ کر سکتی ہیں؟"

وہ اس کے چہرے پر بڑے سکون سے نگاہیں ٹکائے ہوئے تھا مگر لہجہ بہت عام سا تھا۔ ثوبیہ نے فائل سر پر رکھ کر سورج سے بچنے کی سعی کی۔

"اب کیا میں آپ کے ساتھ ڈور ٹو ڈور آپ کے ضیاء صاحب کو ڈھونڈنے جاؤں‘ پہلے ہی گرمی سے دماغ خراب ہو رہا ہے۔"

اس کا لہجہ [illegible] کی طرح گرم اور خشک تھا تبھی کسی نے گیٹ کھول دیا تھا وہ اس کی طرف دیکھے بغیر اندر چلی گئی گیٹ بند ہو گیا۔ چھوٹے سے گیٹ کے اوپر سے شاہ ویز کی نظروں نے برآمدے کے دروازے تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا تو اس کا دماغ ایک دم ٹھنڈک سے جیسے [illegible] ہونے لگا۔ اس نے سیٹ کی پشت پر سر ٹکایا اور آنکھیں موند لیں۔

"یہ لڑکی مجھے چاہیے۔" اس نے اگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے ایک بار پھر بہت ضدی انداز میں خود کو باور کرایا تھا۔

شام کو علی کے ساتھ اس نے سارا معاملہ ڈسکس کیا۔

"شاہ ویز! یار میری ایک بات مان لو۔ میں جانتا ہوں کہ تم [illegible] ہو جیسے فرمانبرداری سے مان بھی لو گے مگر کرتے فقط وہی ہو جو تمہارا دل کہتا ہے۔"

"کونسی بات؟"

"ڈائریکٹ شادی کی بات مت کرو۔ پہلے کسی طرح سے ان لوگوں سے تعلقات بڑھاؤ۔ چاہے ایک دوبار ہی سہی مگر اسے جانچ لو۔ یہ لڑکیاں بہت سی تہوں میں چھپی ہوتی ہیں اور تم بس ایک ہی ٹائپ کی لڑکیوں کو جانتے ہو۔"

ج کولڈ ڈرنک کے گھونٹ بھرتے ہوئے شاہ ویز نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"کیسے بڑھاؤں تعلقات؟"

"چہ......" علی نے اسے گھورا۔ "اس کا ایک عدد باپ ہے میری جان۔ اس سے بات چیت پیدا کرو۔"

"اچھا...... ایک آئیڈیا ہے میرے پاس‘ بات چیت پیدا کرنے کا۔"

شاہ ویز کی آنکھیں اچانک چمکی تھیں۔ تجسس کے مارے علی آگے جھکا تھا آئیڈیا اتنا اچھا نہیں تھا کہ علی خوش ہوتا لیکن بات شاہ ویز ادریس کی تھی اس لیے بادل نخواستہ اسے ماننا ہی پڑا۔

"ایک بار پھر اس آئیڈیے کا ٹھونک بجا کر جائزہ لے لو۔ یہ نہ ہو کہ دفعہ تین سو دو کے تحت تم مجھے اوپر پہنچادو۔"

علی نے وارننگ دی تھی پھر دونوں فائنل پلاننگ کرنے لگے۔

لیکن اگر وہی ہو جو کچھ انسان سوچنے لگے تو پھر ہر

Scanned with CamScanner

کوئی اپنی جگہ (نعوذ باللہ) خدا بن جائے۔

کام انہوں نے جتنا آسان سمجھا تھا اتنی آسانی اور احتیاط سے نہیں ہوا۔ علی نے گاڑی سے زمان صاحب کو ہلکی سی رگڑ لگائی تھی مگر چونکہ اس طرح کا کام وہ پہلی مرتبہ کر رہا تھا اس لیے اندازے کی غلطی سے زمان صاحب موٹر سائیکل سمیت تقریباً "دو گز دور جا گرے۔ علی تو وہاں سے رفوچکر ہوا ہی وہاں موجود شاہ ویز بھی گھبرا گیا مگر اپنے حواس کو قابو میں رکھتے ہوئے وہ لوگوں کی بھیڑ کو چیرتے ہوئے آگے بڑھا اور دو آدمیوں کی مدد سے زمان صاحب کو اپنی گاڑی میں ڈال کر اسپتال کی طرف گاڑی اڑانے لگا اس کے لب بھینچے ہوئے تھے اپنے پلان کی بیوقوفی کا اندازہ اسے اب ہو رہا تھا۔ زمان صاحب ہوش میں نہیں تھے جب تک ڈاکٹرز نے تسلی نہیں دے دی وہ کوریڈور میں ٹہلتا رہا تھا۔

پلان ایک دم الٹ گیا تھا۔ اس سے آگے یہ ہوتا تھا کہ شاہ ویز انہیں گھر چھوڑنے جاتا' یوں اس کی نیکی اور شرافت کی وجہ سے وہ ان کے گھر تک رسائی حاصل کر لیتا مگر اب وہ پریشان سا ٹہل رہا تھا۔ زمان صاحب کی ٹانگ فریکچر ہو گئی تھی۔ پیشانی پر گہرا زخم آیا تھا اور بازوؤں پر خراشیں آئی تھیں۔

تبھی اسے خیال آیا کہ زمان صاحب آفس کے بعد گھر جا رہے تھے اور اب تک ان کے گھر نہ پہنچنے پر وہاں پریشانی کی لہر دوڑ اٹھی ہوگی۔ فون نمبر کا علم تو اسے پہلے ہی سے تھا۔ اس نے کاؤنٹر پر سے ان کا نمبر ملایا۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے فون کسی معمر عورت نے اٹھایا تھا لحظہ بھر کو شاہ ویز نے الفاظ ترتیب دیئے۔

"میں اسپتال سے بول رہا ہوں ــــــ دراصل زمان صاحب کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ وہ بالکل خیریت سے ہیں ابھی بس گھر آنے والے ہیں' میں نے سوچا کہ آپ لوگوں کو اطلاع دے دوں تاکہ آپ لوگ فکرمند نہ ہوں۔" اس نے رکے بغیر تمام تفصیل بتا دی تھی۔

"کک ــــــ کون سے اسپتال میں؟" دوسری [illegible] کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے

کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا تھا۔

"جی گورنمنٹ اسپتال' میں باہر ہی کھڑا ہوں گا۔" اس نے تسلی دیتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچا کہ اگر جواباً اس سے پوچھ لیا گیا کہ وہ انہیں پہچانے گا کیسے تو وہ کیا کہے گا مگر یہ عشق ہی تو ہے جو ساری احتیاط بھلا دیتا ہے۔ وہ بڑی بے چینی سے ٹہل رہا تھا جب اس نے اسپتال کے [illegible] سے ثوبیہ کو بڑی سی سیاہ چادر میں اپنے اندر آتے دیکھا' ساتھ میں یقیناً اس کی امی تھیں۔ وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ اسے راستے میں پا کر وہ دونوں ٹھٹکیں۔

"میں شاہ ویز ہوں۔ میں نے ہی آپ لوگوں کو فون کیا تھا۔" اس نے فوراً تعارف کرایا۔ ثوبیہ کی آنکھوں میں پہچان کی لہر سی لہرا گئی ابھی دو تین دن ہی تو ہوئے تھے ٹکراؤ ہوئے مگر وہ اسے اگنور کیے مکمل طور پر اماں کی طرف متوجہ تھا۔ وہ انہیں زمان صاحب کی حالت سے آگاہ کر رہا تھا۔

"پلاسٹر چڑھا دیا گیا ہے ان کی ٹانگ پر۔ سیریس کچھ بھی نہیں ہے بالکل ہوش میں ہیں وہ بس تھوڑی دیر تک فارغ ہو جائیں گے۔"

"آپ ہمیں ابو کے پاس لے چلیں نا۔" وہ بے تابی سے بولی۔ اس کی آواز میں نمکینی گھلی تھی۔ شاہ ویز نے اپنے آپ کو بمشکل اسے دیکھنے سے باز رکھا تھا۔

"آئیں آپ لوگ۔" وہ مڑ گیا تو انہوں نے بھی اس کی تقلید کی۔

شاہ ویز کا خیال تھا کہ زمان صاحب کو روم میں شفٹ کر دیا جائے جبکہ ثوبیہ کی ضد تھی کہ گھر میں ان کی بہتر دیکھ بھال ہو سکتی ہے چونکہ سیریس چوٹ کوئی بھی نہیں لگی تھی اس لیے ڈاکٹرز نے گھر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ شاہ ویز نے بل پے کیا اور اپنی گاڑی میں ان سب کو گھر تک لایا مگر اس مرتبہ اس نے پہلے کی طرح بیوقوفی نہیں کی بلکہ گاہے بگاہے راستہ پوچھتا گیا۔ پھر اس نے سہارا دے کر زمان صاحب کو گاڑی سے اتارا اور اندر لے گیا۔ چاروں بہنیں پریشان سی برآمدے میں پسینے میں شرابور کھڑی تھیں۔ ثوبیہ

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

انہیں تسلی دی تھی۔

"سب ٹھیک ہے۔ اندر چلو۔" زمان صاحب کو ان کے بستر پر لٹانے کے بعد وہ جانے کے لیے تیار ہوا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بیٹھو بیٹا۔" اماں کو تو وہ دنیا جہاں سے اچھا نظر آرہا تھا۔ شاہ ویز نے ابو کے پاس بیٹھی ثوبیہ پر اچٹتی نگاہ ڈالی۔

"جی میں پھر کبھی حاضر ہوں گا۔" اس نے بہت شائستگی سے انکار کرنا چاہا مگر وہ اماں ہی کیا جو کسی کی مان لیں۔

"ابھی بیٹھو۔ رات ہو رہی ہے اب کھانا کھا کر جانا۔" انہوں نے ہلکی سی سختی سے کہا تو ابو مسکرا دیے جبکہ ثوبیہ چڑ گئی۔

"اماں! آپ بھی بس حد کرتی ہیں۔ انسان کو کوئی ضروری کام بھی تو ہو سکتا ہے۔"

"اچھا بس۔ تم تو چپ ہی رہو۔ اتنی نیکی کی ہے بچے نے کیا ایسے سوکھے منہ ہی بھیج دوں۔" اماں کی تو ویسے بھی ثوبیہ سے کم ہی بنتی تھی۔ ان کے اس طرح ڈانٹنے پر ثوبیہ نے تیکھی نگاہ شاہ ویز کے مسکراتے چہرے پر ڈالی تھی۔

"چلو، جاؤ بھائی کے لیے ٹھنڈا لے کر آؤ اور کھانا لگاؤ۔"

"ہنہ۔۔۔۔۔" وہ تلملاتی ہوئی چپلیں پٹختی باہر نکل گئی جبکہ "بھائی" پر شاہ ویز کے مسکراتے ہونٹ سکڑ گئے تھے۔

زمان صاحب سے شاہ ویز کی اچھی خاصی بے تکلفی ہو گئی تھی۔ اماں تو بالکل اسے اپنے بیٹوں کی طرح ٹریٹ کر رہی تھیں۔ ایک ایک چیز اس کے آگے رکھتی، وہ اس کے دل میں اتر گئیں۔ رات گئے جب وہ وہاں سے اس گھر کے ایک فرد کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ ابو اسے چھوڑنے گیٹ تک آئیں تو اچانک اسے یاد آیا۔

"انکل کا موٹر سائیکل وہیں میں نے ایک دکان پر رکھوا دیا تھا۔ کل ہی بھجوا دوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ بیٹا۔" اماں نے اس کے شانے پر ہاتھ پھیرا۔

"بیٹا بھی کہتی ہیں اور ساتھ ہی غیرت بھی برتتی ہیں۔" وہ شاکی لہجے میں بولا تو وہ خفیف سی ہو گئیں۔

"اچھا اب ضرور آنا یہ نہ ہو کہ بھول جاؤ۔" اس نے اسے پیار بھری تاکید کی تو وہ جھک کر ان کا [illegible]

[illegible] گھر پہنچا تو ایک سرشاری سی پورے وجود پر طاری تھی۔ [illegible] بول رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی اس نے میگزین بند کر کے [illegible] پر پھینک دیا۔

"خیر تو ہے نا؟"

وہ صوفے پر ڈھیر ہو گیا اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

"بالکل خیر ہے بلکہ کچھ زیادہ ہی خیر ہے۔"

"تھینک گاڈ۔۔۔۔۔ میں تو پولیس کا انتظار کر رہا تھا۔" اس نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے اوپر دیکھا پھر شاہ ویز کو گھورا۔

"ویسے اتنا بیہودہ اور بوگس آئیڈیا آئندہ سے کبھی نہ سوچنا۔"

"بیہودہ انسان انٹری کامیاب رہی ہے۔ اب بس ذرا ادھر کے حالات دیکھنے ہیں پھر تو انشاء اللہ گھی کا غسل کریں گے۔"

اس کا لہجہ اطمینان بھری شرارت سے پر تھا۔ علی بیساختہ ہنس دیا۔

* ــــــ * ــــــ *

اگلے روز شاہ ویز نے اپنے ایک آدمی کے ذریعے موٹر سائیکل ان کے گھر بھجوا دی تھی۔ خود وہ آفس کے بعد شام کو ادھر گیا۔

اس کا تپاک سے استقبال کیا گیا تھا اندر ہی اندر وہ پہلی بار شرمندہ سا ہو کر رہ گیا۔ وہ مجرم تھا اور وہی محسن بھی بنا ہوا تھا۔

اب ان سب کے درمیان بیٹھ کر شاہ ویز کو ذرا بھی غیریت کا احساس نہیں ہو تا تھا البتہ ثوبیہ بہت محتاط سی تھی حالانکہ اس سے چھوٹی چاروں بہنیں بھائی بھائی

UrduPhoto.com

Please register!

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کرتی اس کے آگے پیچھے پھرتی تھیں۔ ہفتہ بھر ہی میں اس نے سب کے دلوں میں جگہ بنالی اس کے بعد وہ روزانہ جب جی چاہے آنے لگا۔

"آپ اور کتنے دنوں تک یہاں آتے رہیں گے؟" گیٹ پر پہنچ کر ثوبیہ نے اس قدر اطمینان سے پوچھا تھا کہ وہ چونک کر بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا پھر اس کے ہونٹوں پر محظوظ کن مسکراہٹ جگمگا گئی تھی۔

"کیا مطلب......؟"

"مطلب واضح ہے آپ نے ابو کی مدد کی۔ آپ کا شکریہ مگر یوں آپ کا اتنا آنا جانا اچھا نہیں لگتا۔" اس نے لگی لپٹی رکھے بغیر کہا تھا۔ اسے شاہ ویز کی نظروں کے جمود سے بہت الجھن ہوتی تھی۔ وہ اسے دیکھنے سے گریز کرتا تھا مگر اتفاق سے اگر ثوبیہ کے چہرے پر اس کی نگاہ پڑ جاتی تو وہ ہٹانے کا نام نہیں لیتا تھا۔

"نہیں...... آپ کی خاطر آتا ہوں یہاں۔" وہ ذرا رکا پھر مسکرایا۔ "آپ یہ سمجھتی ہیں؟"

اس کی ذو معنی بات نے ثوبیہ کو تپا ڈالا۔

"میرا دماغ اتنا فضول نہیں جو اتنی گھٹیا باتیں سوچتی پھروں۔" وہ آگ بگولا ہو اٹھی۔ شاہ ویز نے اس کے تمتماتے چہرے کو نظر بھر کے دیکھا تھا۔

"اور اگر...... واقعی ایسا ہی ہو تو......؟"

وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ لحظہ بھر کو وہ منہ کھولے اس کی دیدہ دلیری پر ششدر اسے دیکھے گئی پھر طیش میں بھری مٹھیاں بھینچے ادھر ادھر یوں دیکھنے لگی جیسے اس کے سر میں مارنے کے لیے کوئی چیز تلاش کر رہی ہو۔

"آئندہ آپ اس گھر میں آئے تو میں آپ کا سر توڑ ڈالوں گی۔" وہ شرربار انداز میں بولتی پیر پٹختی واپس پلٹ گئی تھی شاہ ویز کھل کر مسکراتا گیٹ سے باہر نکل گیا۔

UrduPhoto.com

عجب سے غصے اور تلملاہٹ نے ثوبیہ کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔

بس دو دن میں ہی پارسائی کا لبادہ اتر گیا...... ہنہ ابھی جانتا نہیں کہ پالا کس سے پڑا ہے۔ سیدھا نہ کر کے رکھ دیا تو میرا نام ثوبیہ زمان نہیں۔

اور پھر وہ واقعی اسے سیدھا کر دیتی اگر وہ اگلے روز آجاتا تو لیکن وہ تو دو ہفتوں کے لیے جیسے غائب ہی ہو کر رہ گیا تھا اور دو ہفتوں بعد بھی زمان ملک اسے ساتھ لائے تھے۔ آتے ہی انہوں نے شاہ ویز کو گویا کٹہرے میں [illegible] دیا۔

"زبردستی لایا ہوں صاحبزادے کو۔ کہہ رہے تھے ذرا [illegible] ہو جانا اچھا نہیں لگتا۔"

ابو خود تو مزے سے شکایت کر کے بیٹھ گئے اب اماں کی باری تھی۔ انہوں نے شاہ ویز کو اتنی تفصیلی ڈانٹ پلائی کہ کیا اس کو عمر بھر میں پڑی ہوگی۔ ثوبیہ نے اماں کا استحقاق اور بہنوں کا تپاک بہت بیزاری سے دیکھا اور پھر ٹی وی پر نظریں جمادیں۔

کوئی اور موقع ہوتا تو اپنی اس "عزت افزائی" پر شاہ ویز ادریس ہر شے تہس نہس کر ڈالتا لیکن اماں کی اس ڈانٹ میں بالکل ایک ماں جیسا استحقاق، پیار اور مان تھا وہ تو لبریز ہو گیا تھا ان کی محبتوں سے۔ ماں تو اس کی بھی تھی مگر "اماں" جیسی نہیں بلکہ وہ تو محض "ممی" تھی۔

وہ فوراً ان کی گود میں سر رکھ کے بیٹھ گیا مگر زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہیں کیا۔ اماں فوراً پسیج گئیں۔ فوراً ہی توپوں کا رخ بدلا۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ضروری کام پڑ گیا ہو۔ لے کے بچے کو سہما دیا۔" انہوں نے خفگی سے زمان ملک کو دیکھا۔

اماں کی بات پر سب ہنس دیئے۔ ثوبیہ کلس کر رہ گئی۔

وہ جانتی تھی کہ اماں کو شاہ ویز کی صورت میں بیٹا مل گیا ہے اور یہی ایک کمی تھی جو انہیں پہلے چین نہیں لینے دیتی تھی اب جبکہ شاہ ویز ملا تھا تو اس کے شائستہ انداز و اطوار اور سادہ طبیعت کے باعث وہ اس [illegible] استحقاق جمانے لگی تھیں اور پھر وہ بھی کم نہیں تھا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

بالکل اماں کا بیٹا بن گیا تھا۔ اس کے انداز ثوبیہ کو شکوک میں مبتلا کر گئے تھے۔

وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

ہم سے تو اماں نے کبھی اتنے لاڈ نہیں کیے۔

اس نے سخت جیلسی محسوس کرتے ہوئے اکنامکس کی بک کھولی تو گزرتے دنوں نے شاہ ویز پر واضح کر دیا کہ وہ کیسی کھری طبیعت کی مالک لڑکی ہے۔ پہلے دن سے وہ شاہ ویز سے بے تکلفی سے بات نہیں کرتی تھی اور اس کا یہی وتیرہ اب بھی تھا اور یہ بات گھر میں بھی سب کو معلوم تھی بلکہ اماں کے ساتھ تو کئی بار اس کی لڑائی بھی ہو چکی تھی۔

"مجھے تو کبھی اتنے پیار سے کھانے بنا کر نہیں کھلائے۔ سارا پیار اسی پر لٹا رہی ہیں جیسے آپ کی اصل اولاد وہی ہے۔"

"کمبخت ...... ناشکری۔ سب کچھ تو ہے تمہارے پاس۔ وہ بیچارہ ...... ماں کی توجہ سے محروم، باپ کی شفقت کا طالب۔" اماں اسے لتاڑتیں جبکہ شاہ ویز کے لیے ان کے لہجے میں پیار ہی پیار امڈ آتا۔

"ہنہ ...... تو اپنے اماں باوا سے بٹورے پیار اور شفقت۔ ہمارے ہاں تو ویسے بھی قلت ہے۔" وہ تنک کر بولی۔

"میں کہتی ہوں بکواس نہ کر ثوبی ...... کیا تکلیف دی ہے اس بچے نے تجھے۔ اتنا شریف، حیادار اور سلجھا ہوا بچہ ہے۔" اماں کو غصہ آ گیا ثوبیہ کی بدزبانی پر۔ اماں کی بات پر وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی تھی۔

اور جتنا حیادار اور شریف اماں اسے سمجھ رہی تھیں ثوبیہ کو وہ سب فراڈ نظر آتا تھا۔ اکثر وہ اسے بے خبر سمجھ کر دیکھے جاتا اور ثوبیہ [illegible] شرمندہ کرنے کے [illegible] دیکھنے لگتی تو وہ [illegible] نظریں نہیں پھیرتا [illegible] انداز میں مسکراتا [illegible] کی یہ دیدہ دلیری ثوبیہ کو زہر لگتی تھی۔

"تمہیں کوئی ضرورت نہیں اتنے حیادار اور سلجھے ہوئے بننے کی۔ پتا بھی ہے کر [illegible] باپ کا بیٹا ہے۔

[illegible]

سمجھانا چاہا تو

ہو جائے۔" ثوبیہ نے نرم لہجے میں انہیں [illegible] وہ اور بھڑک اٹھیں۔

"تم اپنی عقل مندانہ گفتگو اپنے تک ہی رکھو تو بہتر ہے۔ مجھے کیا تم نے لالچی سمجھ رکھا ہے اور لوگوں [illegible] ساری عمر ڈر ڈر کر [illegible] لوگوں کا خوف دلانے میں [illegible] مگر تم سمجھی نہیں اور اب جب اس بیچارے نے [illegible] تو تمہیں لوگوں کا خیال آنے لگا۔ میں سب جانتی ہوں اس کا وجود کھٹکتا ہے تمہیں۔ کوئی تمہارا حصہ نہیں چھین رہا وہ باقی بھی تو ہیں انہیں کچھ نہیں ہوا بس تمہیں ہی جلن ہو رہی ہے۔"

اماں تو یوں اسٹارٹ ہوئیں کہ رکنا ہی بھول گئیں اور یہ تو روز کا معمول تھا۔ وہ بچپن سے عادی تھی اب بھی برداشت کر لیتی اگر عین ٹائم پر شاہ ویز نہ آ جاتا تو وہ اس کی درگت پر شرارت سے مسکرا رہا تھا۔

"میری جلتی ہے جوتی ......" وہ دانت پیستی مڑ کر صوفے میں دھنس گئی۔ اماں کو اس کا انداز بے حد برا لگا مگر شاہ ویز کی موجودگی کا علم ہوتے ہی جیسے ان کا سارا غصہ اڑنچھو ہو گیا۔

"السلام علیکم اماں۔" وہ انجان پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے آگے جھکا۔ ثوبیہ نے سلگ کر اسے دیکھا۔ کتنے آرام سے وہ اماں پر حق جتانے لگا تھا جبکہ جواب میں اماں نہال ہو رہی تھیں۔

"میرے خیال میں ثوبیہ کو میرا یہاں آنا پسند نہیں ہے۔"

وہ اماں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بجھے ہوئے لہجے میں بولا اس کا خیال تھا کہ جواب میں وہ اس کی مروتاً ہی سہی تردید ضرور کرے گی مگر وہ اس کے "خیال" اور اماں کی تنبیہی نظروں کی پروا کیے بغیر بے پروائی سے میگزین کے صفحے الٹتی رہی۔ اماں اس کی بدتمیزی پر شرمندہ سی ہو گئیں۔

"ارے نہیں بیٹا۔ بس اس کے تو مزاج ہی ایسے [illegible]

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

سیدھے منہ بات کر جائے۔"

شاہ ویز گہری سانس لے کر رہ گیا جبکہ وہ تلملا اٹھی۔

"بات مزاج کی خرابی کی نہیں۔ مجھے جو بندہ اچھے لگے بس اسی کے ساتھ میں بات کرتی ہوں اور وہ بھی سیدھے منہ۔"

وہ فوراً اٹھ کر کچن میں چلی آئی۔ اماں نے [illegible] کہا اس نے سنا نہیں۔ غصہ شدید تھا وہ برتنوں کو ادھر ادھر پٹخنے لگی۔ اس سے چھوٹی تانیہ نے تنبیہی انداز میں اسے دیکھا۔

"آپی! کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں ہوا...... بس میں پاگل ہو گئی ہوں۔" وہ چڑ کر بولی تو تانیہ بے اختیار بولی۔

"شاہ ویز بھائی آئے ہوں گے۔"

وہ ٹھنک گئی تو گویا میرا رویہ اب اشتہار بننے لگا ہے۔

"جی ہاں...... آگئے ہیں تمہارے بھائی۔" وہ یوں بولی جیسے "بھائی" کو دانتوں تلے پیس رہی ہو۔ تانیہ ہنستی ہوئی دوبارہ برتن دھونے لگی۔

"جیسے...... ایک تو مجھے آپ کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اتنے نائس سے ہیں وہ پھر بھی آپ کو اچھے نہیں لگتے حالانکہ وہ آپ کی اکثر تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔"

فریج کھول کر کھانے پینے کی چیز تلاش کرتی وہ گویا کرنٹ کھا کر پلٹی۔

"کیا کہا...... کیا کرتے ہیں؟"

اس کے خونخوار لہجے پر تانیہ گڑبڑائی۔ اسے احساس ہوا کہ وہ خاصا غلط بول گئی ہے۔

"آپی...... جیسے آپ ان کے خلاف محاذ کھولے رکھتی ہیں وہ ایسا نہیں کرتے وہ بڑے احترام سے بات کرتے ہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ بھائی کی کمی پوری کر رہے ہیں وہ۔"

تانیہ نے فوراً ہوشیاری سے بات پلٹی تھی۔ وہ [illegible] کی طرف متوجہ ہوئی اس بار انگوروں کی پلیٹ اسے تھما گئی۔

"پتا نہیں تم لوگوں کو اس "کمی" کی اتنی کمی کیوں محسوس ہوتی ہے۔ اچھے بھلے رہ رہے ہیں ہم کسی بھائی بند کے بغیر۔"

وہ طنزیہ لہجے میں بولتی انگور کے دانے پھانکنے لگی۔

"کوئی اچھے بھلے نہیں رہ رہے۔ یاد ہے نا جب ابو کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو کتنی بری حالت ہو رہی تھی سب کی۔ شاہ ویز بھائی نے ہی تو دوڑ دھوپ کی جتنی کہ کوئی بھائی یا بیٹا کر سکتا تھا۔ آپ پھر بھی ان کی اہمیت سے انکاری ہیں۔" تانیہ نے صاف گوئی سے اسے جتایا تھا۔

"کوئی بھی ہوتا اس کی جگہ تو یہی کرتا۔"

وہ ماننے والی شے نہیں تھی۔ اسی ہٹ دھرمی سے بولی تبھی اماں کچن میں آگئیں۔ اسے دیکھ کر وہ چڑ گئیں۔

"خود کھانے کی پڑ گئی اور اتنا نہیں ہوا کہ شاہ ویز کے لیے ایک کپ چائے ہی بنا دو۔"

"مجھ سے کسی کے نخرے نہیں دیکھے جاتے۔" وہ وحشتائی سے کہتے ہوئے باہر نکلنے لگی تو اماں اسے گھورتی ہوئی چولہے پر پانی رکھنے لگیں۔

وہ اپنے کمرے میں جانے کے ارادے سے نکلی تھی مگر پھر کچھ سوچ کر لاؤنج میں بیٹھ گئی۔ میگزین کھول کر گود میں رکھے وقفے وقفے سے انگور کا دانہ منہ میں رکھتی وہ شاویز کی دلچسپی کا بھرپور سامان کر رہی تھی۔ آج تک اس نے لڑکیوں کو خود پر مرتے اور آگے پیچھے تتلیوں کی مانند اڑتے دیکھا تھا مگر یہ نئی "دریافت" تھی جس کا نام در نایاب تو ہرگز نہیں تھا مگر وہ تھی "در نایاب"

"آپ کو کوئی اور کام نہیں سوائے تاڑنے کے؟"

وہ اس قدر اچانک سر اٹھا کر بولی تھی کہ شاہ ویز جیسا بولڈ لڑکا ذرا دیر کو گڑبڑا گیا مگر پھر خود کو سنبھال کر سکون بھرے لہجے میں بولا۔

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

"آپ کا دھیان میری ہی طرف تھا؟"
"بات دھیان کی نہیں ـــــ حیات کی ہے۔"
"مسلسل... وجہ پوچھ سکتی ہوں آپ کی اس حرکت کی؟" وہ تیوریاں چڑھائے ہوئے پوچھ رہی تھی۔
شاہ ویز کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔
"آپ پوچھ رہی ہیں ـــــ میں بتا بھی دوں۔ کیا گارنٹی ہے کہ آپ طیش میں نہیں آئیں گی؟" وہ بڑی فرصت سے چمکتی آنکھیں اس پر جمائے ہوئے تھا۔ اس کا لہجہ اور انداز ثوبیہ کو کھٹکے دبو سی لڑکی تو تھی نہیں کہ شرما کر یا جھجک کر چپ ہو رہتی۔
"آپ شاید کچھ اور کہنا چاہ رہے تھے؟"
اس نے بڑے سکون سے بات آگے بڑھائی تھی۔ شاہ ویز کی آنکھوں میں رشک اتر آیا۔ وہ بیساختہ مسکرایا۔
"یعنی آپ کچھ اور کہنے کی اجازت دے رہی ہیں؟"
اس کی برجستگی اور حاضر جوابی کا ثوبیہ کو اندازہ ہو رہا تھا۔
"دے تو رہی ہوں مگر میری کارروائی جملے کی سنگینی پر ڈیپینڈ کرتی ہے۔" اس کے ٹھنڈے لہجے پر شاہ ویز کے لبوں سے بے اختیار ہلکا سا قہقہہ آزاد ہوا۔
"ویل ڈن ـــــ لڑکیوں کو اتنا ہی مضبوط اور صاف گو ہونا چاہیے۔" وہ تعریفی انداز میں کہہ رہا تھا۔
ثوبیہ بے نیازی سے دوبارہ اپنے مشغلے میں مگن ہو گئی جبکہ وہ جانے کیا کچھ سوچتا اس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ تبھی چونکا جب اماں چائے لے آئیں۔

☼ ☼ ☼

اس کے فائنل ایئر کے ایگزیمز میں بس ایک ماہ رہ گیا تھا جب اس کے لیے بہت اچھا رشتہ آ گیا۔ بات تو کافی پہلے سے چل رہی تھی بس ثوبیہ کی پڑھائی کا مسئلہ تھا۔
UrduPhoto.com
شاہ ویز کو پتا چلا تو وہ پاگل ہوا اٹھا۔
"ثوبیہ تم اس پرپوزل کو انکار کر دو۔"
وہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا انداز تحکمانہ تھا۔
ثوبیہ گڑبڑا گئی۔
"آپ ـــــ حواس میں تو ہیں؟" اس کے انداز میں ناگواری تھی۔
ابو آفس میں بہنیں اسکول اور اماں مارکیٹ گئی ہوئی تھیں اس لیے اسے موقع مل گیا ثوبیہ سے کھل کر بات کرنے کا۔
"میں بالکل اپنے حواس میں ہوں ـــــ اماں اس رشتے [illegible] لیکن تم انکار کر دو۔" وہ سکون سے کہہ رہا تھا۔
"کیا فضول باتیں کر رہے ہیں آپ ـــــ یہ میرا معاملہ ہے میں جو چاہوں کروں۔ آپ کو اس سے مطلب؟" وہ غصے سے بولی۔
"یہ فضول بات نہیں ہے ثوبیہ۔" وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے اسے نظروں کی گرفت میں لے کر آہستگی سے کہنے لگا۔ "تم ایسا ہی کرو گی کیونکہ تمہیں صرف میری بننا ہے۔ میرے گھر میں آنا ہے۔"
"کیا بکواس ہے یہ ـــــ چلے جائیں آپ یہاں سے۔ میں فقط اماں کی وجہ سے آپ کا لحاظ کر رہی ہوں۔" وہ غصے کی شدت سے چلا اٹھی۔
"اس میں غصے یا ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔ تم مجھے پسند ہو یہ میں نے تمہیں بتا دیا۔ اماں سے بھی میں بات کر لوں گا۔ میں فقط اتنے دنوں سے تمہیں پرکھ رہا تھا۔ تم تو وہ ہو جو پہلی ہی نظر میں مجھ سے مجھے چھین کر لے گئیں تمہارے پیچھے میں ـــــ"
"نکل جائیے یہاں سے۔" وہ جیسے خود پر ضبط کھو بیٹھی۔
شاہ ویز نے لحظہ بھر کو آنکھیں موند کر گہری سانس لے کر جیسے اندر دہکتے غضب کے الاؤ کو سرد کیا پھر بڑے رسان سے اس کی طرف متوجہ ہوا۔
"یہ بات لکھ کے رکھ لو ڈیئر۔ بیاہ کے تو میں تمہیں ہی لے جاؤں گا۔"
"مسٹر شاہ ویز ـــــ آپ مسلسل بیہودگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ آپ کی خاندانی شرافت کو

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اچھی طرح واضح ہو گئی ہے اور آپ کے خاندان کا بھی اچھی طرح سے......"

"شٹ اپ......"

جیسے کوئی درندہ غرایا تھا۔ وہ تھم گئی۔ اس کی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا تھا۔ وہ مشتعل سا اس کی طرف بڑھا۔ وہ بے اختیار پیچھے ہٹی تھی۔ اس کے تیور اسے خائف کر گئے۔

"میں نے تم سے محبت کی ہے ثوبیہ زمان...... پہلی نظر کی محبت اور کیسے کیسے تمہارے پیچھے بھٹکا ہوں تم سن لو تو میری محبت میری ریاضت پر ایمان لے آؤ...... مگر تم میری اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میری فیملی کے بارے میں فضول ریمارکس پاس کرو، یہ میں برداشت نہیں کر سکتا......" وہ گویا پھنکار رہا تھا۔

ایسی سچویشن سے ثوبیہ کا پہلی بار پالا پڑ رہا تھا مگر چند لمحوں کی بدحواسی کے بعد وہ پھر سے اپنے مخصوص انداز میں موجود تھی۔

"اپنی یہ عشقیہ داستان سنبھال کر رکھو، کہیں اور کام آئے گی اور تم بھی میری بات لکھ رکھو ثوبیہ زمان کو اگر کوئی قتل بھی کر ڈالے تو وہ تم سے شادی کرنے سے انکار ہی کرے گی۔" اس کی آنکھوں میں نفرت تھی وہ سرد لہجے میں کہتی تیزی سے مڑی بھاگتی ہوئی کمرے میں بند ہو گئی۔ وہ چہرہ موڑ کر چند ثانیوں تک گویا بے یقینی کے عالم میں بند دروازے کو دیکھتا رہا۔

اس کا ذہن بالکل بلینک ہو رہا تھا۔

* * *

دو ہفتوں سے وہ کمرے میں بند تھا۔

"یہ کیا خباثت ہے یار...... ہرا...... یکٹی وی کو بھاڑ میں جھونک ڈالا ہے تو نے۔" علی بیزار کن انداز میں کہتے ہوئے کھڑکیوں کے پردے ہٹا رہا تھا۔ اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر روشنی سے بچنے کی سعی کی۔

"علی پلیز...... یار رہنے دے ایسے ہی۔"

"شٹ اپ......" وہ اس کی بات کو کوئی اہمیت دیئے بغیر بے پروائی سے اپنے کام میں مصروف تھا۔

"علی...... ادھر میرے پاس بیٹھو۔"

وہ اس قدر اچانک بولا تھا کہ علی حیران سا اسے دیکھے گیا۔ وہ اٹھ بیٹھا تھا۔ علی کرسی گھسیٹ کر بیڈ کے قریب آ بیٹھا۔

"کیا بات ہے؟"

علی نے [illegible] اس کا بچپن کا دوست تھا۔ طبقاتی لحاظ سے اس سے کئی درجے نیچے تھا مگر [illegible] شاہ ویز ابراہیم [illegible] اندر جھانکنے کی اجازت دیتا تھا اور اب جو قیامت اس پر گزری تھی اس سے بھی وہ اچھی طرح واقف تھا۔

"مجھ میں کیا کمی ہے علی۔ پلیز سچ بتانا۔ کیا کمی ہے مجھ میں؟"

وہ بہت بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔ علی نے ایک نظر اس کے وجیہہ چہرے کی طرف ڈالی اس کے دل میں شاہ ویز کے لیے محبت امڈنے لگی۔

"کوئی کمی نہیں یار...... کس نے کہہ دیا تجھ سے؟" علی نے بیساختہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"پلیز علی...... دوستی کو الگ رکھ کر بات کر۔" وہ اپنا ہاتھ ہٹا کر ناگواری سے تیز لہجے میں بولا تو علی لب بھینچے اسے دیکھے گیا۔

"میں پھر بھی کہوں گا کہ کچھ نہیں...... محبت تک کی آنچ تو تجھے لگ چکی ہے اب اور کیا تمنا ہے تیری۔" علی کو غصہ آنے لگا تھا۔

"اس نے ایسا کیوں کیا علی؟ اس کے لیے میں نے اپنے آپ کو بدل ڈالا ہے...... تو تو جانتا ہے نا؟" وہ اس قدر مضطرب اور وحشت زدہ تھا کہ علی تحیر میں غرق اسے دیکھتا رہ گیا۔

"اسے کیا معلوم...... اور تمہیں کیا ضرورت تھی اس کی نیچر جانتے ہوئے بھی اس سے براہ راست بات کرنے کی۔" علی سنجیدہ تھا۔ وہ سر دونوں ہاتھوں سے تھامے ہوئے تھا ایک دم سے اسے دیکھنے لگا اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"میں نے اماں سے بات کی تھی......" وہ جیسے گم صم سے لہجے میں بول رہا تھا۔ "ان کا کہنا ہے کہ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

بات اب کی نہیں کافی عرصے سے چل رہی تھی بس اس کی پڑھائی مکمل ہونے کا انتظار تھا اور ویسے بھی وہ کسی قیمت پر راضی نہیں۔ میں نے بہت کوشش کی مگر ——"

"میں ان سے ملا تو نہیں مگر میں سو فیصد یقین ... ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان کے اس جواب اور تیرے سوال کے درمیان اور کچھ نہیں فقط "کلاس" کا فرق تھا۔ مڈل کلاس کے لوگ اتنی آسانی سے تم لوگوں میں ضم ہونے کو تیار نہیں ہوتے۔" علی ٹھوس انداز میں بولا تھا۔ شاہ ویز نے جبڑے بھینچے۔

"اور —— اور اس کی آنکھوں سے جھلکتی نفرت —— وہ میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ اسی نفرت نے مجھے پیچھے ہٹا دیا ہے علی —— اسی نفرت نے۔"

اس کے آزردہ سے لہجے اور ہار جانے والے انداز پر علی کے دل کو کچھ ہونے لگا وہ اٹھ کر اس کے پاس جا بیٹھا۔

"بس شادی —— یار دنیا کو ہماری پروا نہیں تو ہم اس کی پروا کیوں کریں اور وہ جو تو پچھلے تین ماہ سے میری وجہ سے سنگاپور کا ٹرپ کینسل کر رہا ہے اس کا کیا ہوا؟ میں پورے دو ماہ کے لیے فارغ ہوں چل چلتے ہیں یار۔"

* —— * —— *

ثوبیہ کا پہلا پیپر تھا —— وہ گھر سے کالج کے لیے نکلی مگر کالج نہیں پہنچی۔

ایک قیامت تھی کہ جس کا سامنا تھا۔

"یا اللہ —— خیر کرنا۔ تو ہی حامی و ناصر ہے میری بچی کا۔" اماں نے بے اختیار دوپٹا پھیلا کر دعا کی تھی۔

ہر جگہ، ہر اسپتال چھان مارا مگر اس کا نام و نشان تک نہیں ملا تھک ہار کر مایوسی کے عالم میں تھانے میں ...

گھر میں سوگ کی کیفیت تھی۔ ... کے آنسو تھے کہ خشک ہونے میں ہی نہیں آ رہے تھے۔ اماں پر تو سکتہ طاری تھا۔ ذرا حواس میں آتیں تو ثوبیہ کا نام لیتے ہی ان کی حالت بگڑنے لگتی۔ ایسے میں ایک زمان ملک ہی تھے جو اپنی بچی کھچی ہمت کے ساتھ انہیں سنبھال رہے تھے۔

"آپ —— آپ شاہ ویز کو خبر کریں —— وہ اسے ڈھونڈ لائے گا —— خدا کے لیے زمان صاحب ... نہیں۔ ان کا دل جیسے کسی نے چیر ڈالا۔ ... وہ بیٹا ہونے کا حق ... کبھی یاد نہ آتا۔

... معلوم ہوا کہ وہ ملک سے باہر گیا ہوا ہے۔" ان کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ اماں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ ایک وہی تو تھے جن کی مضبوطی اور پر امید چہرے نے ابھی تک اماں کو سنبھال رکھا تھا۔ اب ان کی آنکھوں میں نمی کی چمک اور ٹوٹا ہوا لہجہ ان کے ہوش گنوا گیا تھا۔

* —— * —— *

اسے ہوش آیا تو یوں لگا جیسے کسی نے اندھیرے غار میں پھینک دیا ہو۔ پہلے تو اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا مگر پھر گزشتہ واقعات ذہن کے پردے پر لہرائے تو دہشت کی لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی۔ اس کے ذہن پر دھند سی طاری ہو رہی تھی۔ سنسان روڈ پر سے اسے کس طرح یہاں لایا گیا تھا ہر چیز اس کے خوف میں اضافہ کرنے لگی اس نے تیزی سے اٹھنا چاہا مگر تبھی اس پر ایک اور حقیقت کھلی اس کے پاؤں اور ہاتھ سختی سے باندھے گئے تھے۔

"روشنی کرو —— اماں —— اماں کہاں ہیں آپ؟" وہ بہت دہشت زدہ ہو کر چیخی تھی اور اس کے بعد ایک منجمد خاموشی تھی۔

خوف کا ناگ اس کے اندر پھن پھیلائے کھڑا تھا۔

اس نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔

اس کے حلق میں خراشیں پڑ گئیں اور حواس جواب دینے لگے تب کوئی کمرے میں داخل ہوا مگر اسے خبر نہیں ہوئی ایک دم سے لائٹ آن ہوئی تو اس کی آنکھیں چندھیا سی گئیں وہ رونا بھول کر آنے والے کو دیکھنے لگی اور پھر اس کی ... اور غیر فطری انداز

UrduPhoto.com
Please register!
Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

ثوبیہ کے وجود میں پھریری دوڑا گئے۔ وہ اسے اچھی طرح پہچان گئی تھی وہ بمشکل خود کو سنبھالتا اس کے قریب بیٹھا تو وہ خوف میں گھری پیچھے ہٹنے لگی۔ ایک ناگوار سی مہک نے اس پر پر خوف آگہی کا ایک اور در وا کیا تھا۔

"تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مجھے کیوں باندھا ہے تم نے؟" وہ ایک دم سے خوف میں گھری کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ انہونی کے "ہونے" کے احساس نے اس کے اندر خوف بھر دیا تھا۔ تمامتر بہادری بھاڑ میں جھونکی گئی تھی۔ اس وقت فقط اپنے ناموس کے تحفظ کا خیال ستا رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔۔" وہ بہت محظوظ کن انداز میں ہنسا "تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔۔ کسی لڑکی کو جب اغوا کیا جاتا ہے تو اس سے کیا درس لیا جاتا ہے؟" اس کے آنسوؤں میں روانی آ گئی تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے شرٹ اتار کر کرسی پر پھینکتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"میرا خیال ہے کہ۔۔۔۔ اب تمہیں کھول دیا جائے۔ ایسے تو میرے لیے بھی پرابلم ہوگی۔" وہ بہت خباثت آمیز لہجے میں کہتے ہوئے آگے بڑھا اور اس کی بندشیں کھولنے لگا اس کا ارادہ بھانپ کر وہ مزید پیچھے سمٹ کر بیڈ کی پشت سے لگ گئی اور زور سے چیخی۔

"ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔۔۔۔"

"اں۔۔۔۔" وہ بے ڈھنگے انداز سے ہنسا۔ "شریف زادی ہوتا اس لیے ایسی ڈائیلاگ بازی کر رہی ہو۔"

"تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔ خدا کے لیے" وہ متوحش و ہراساں اس کی منتیں کر رہی تھی۔

"لیکن ابھی میں نے تمہیں ہاتھ ہی کب لگایا ہے۔"

"تمہیں خدا کا واسطہ۔۔۔۔ مجھے جانے دو۔ مجھے معاف کر دو پلیز۔" وہ گڑگڑا رہی تھی۔۔۔۔ وہ بڑے اطمینان سے اس کے پیروں کی بندشیں کھول رہا تھا۔

"یہ سب تمہارا قصور ہے۔۔۔۔ دراصل تمہارے ہاتھ میں لذت بہت ہے۔ ابھی تک اس تھپڑ کا لمس اور اس کی گونج کا مزہ میرے لیے تر و تازہ ہے۔۔۔۔ تم نے کیا سمجھا تھا کہ وہ۔۔۔ ٹکے کے ایس پی کے [illegible] حاصل کر لو گی۔ ہنہ۔۔۔۔ جو شہرت تمہیں اب ملے گی ثوبیہ زمان وہ پہلے نہیں [illegible]۔"

وہ بہت سفاکی سے مسکرا رہا تھا۔ ثوبیہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

وہ جو کچھ کہہ رہا تھا اور جو کچھ اس کا ماؤف ہوتا دماغ سمجھ رہا تھا وہ اس کی جان نکال دینے کو کافی تھا۔

"مم۔۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔ میں۔۔۔۔ میں تمہارے پاؤں پڑنے کو تیار ہوں۔۔۔۔ خدا کے لیے۔۔۔۔ تمہیں۔۔۔۔ تمہیں تمہاری بہنوں کا واسطہ۔۔۔۔ تمہاری ماں کا واسطہ۔۔۔۔"

زوردار تھپڑ نے اس کا چہرہ گھما دیا تھا۔ اس کے منہ میں خون کا ذائقہ گھلنے لگا۔ اس نے ثوبیہ کا چہرہ جبڑوں سے ہاتھ میں دبوچا تھا۔

"کیوں کرتے ہو اپنے قد سے اونچے کارنامے تم شریف لوگ۔۔۔۔ انعام تو سنبھالا نہیں جاتا تم لوگوں سے۔۔۔۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ اتنے بڑے "کارنامے" کے بعد تمہیں اس کا "صلہ" نہیں ملے گا۔۔۔۔ تم تو بہت بڑے انعام کی حقدار ہو۔" اس کا لہجہ بہت سرسراتا ہوا تھا۔

اس کی سانسوں سے اٹھتے بدبو کے بھبکے ثوبیہ کی سانس روکنے لگے اس نے سر جھٹکنے کی کوشش کی تو اس نے اس کا چہرہ آزاد کر کے اس کے بالوں کو جکڑ لیا۔ پھر دوسرے ہاتھ سے ثوبیہ کا دوپٹا کھینچ کر پرے پھینکا۔ بے بسی اور بیچارگی کے طاقتور احساس نے آنسوؤں کو رواں کر دیا۔

پھر وہاں فقط کمرے کی گونگی دیواریں تھیں یا پھر سیاہ رات کا سناٹا جو گناہوں کا بوجھ لیے رینگتی ہوئی آگے

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

بڑھ رہی تھی۔

*____*____*

اس قدر منجمد سی خاموشی تھی کہ گھر قبرستان معلوم ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ یہاں کوئی ذی نفس رہتا ہی نہیں۔

ثوبیہ کی گمشدگی کو پانچواں روز تھا۔

باپ کے شانے ان دیکھے بار سے جھک گئے تھے۔

اماں کی آنکھوں میں آنسو اور ہونٹوں پر خاموشی کے تالے تھے۔ بہنیں ہر آہٹ پر بھاگ بھاگ کر گیٹ کی طرف جاتی تھیں مگر کوئی امید بر نہیں آ رہی تھی۔

کچھ بھی تو باقی نہیں بچا تھا۔

تھانوں میں چکر لگانے سے لے کر اخبارات میں اشتہارات لگنے تک کا کام ہو گیا تھا مگر سب بار بیٹھے تھے۔ تھانے والے اور صحافی ایسی ایسی باتیں کریدتے کہ وہ لوگ بس سر جھکائے آنسو پی کر رہ جاتے۔

جس عزت کو بچانے کے لیے ان دو ذرائع کا سہارا لیا گیا تھا۔ انہی ذرائع نے اس عزت کو مٹی میں ملا دیا تھا۔

اماں پلک جھپکے بغیر چھت پر نظریں جمائے ہوئے دل ہی دل میں محو التجا تھیں آنکھوں کے کونوں سے آنسو بہہ کر بالوں میں جذب ہوئے جا رہے تھے۔

ارم کی زبانی انہیں "تھپڑ والے" واقعہ کا پتا چلا تھا۔ ان کا ہاتھ فوراً کلیجے پر آ گیا۔

"آپ اس ایس پی سے بات کریں زمان صاحب۔"

اماں کی آواز خدشات سے بوجھل تھی۔

"دیکھیں جی پہلے تو آپ ثبوت لائیں کہ آپ کی بیٹی کو اسی نے ورغلایا____ میرا مطلب ہے کہ اغوا کیا ہے جس کا نام آپ لے رہے ہیں وہ رئیس زادہ ہے۔"

[illegible] پی کا نام لے کر [illegible] انداز میں کہہ رہا تھا وہ بہت خاموشی سے اٹھ گئے۔

اور تب پہلی بار زہرہ بیگم کے سامنے ان کا سر جھکا ہوا تھا۔

"دیکھ لیا آپ نے____ میں ہمیشہ کہتی تھی لڑکیوں کو اس قدر نڈر اور بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔ کانچ جیسی ہوتی ہیں لڑکیاں کسی کی میلی نگاہ بھی چھو جائے تو ان کی عزت میں دراڑیں پڑنے لگتی ہیں۔ آپ نے ہمیشہ اس کی حوصلہ افزائی کی تھی کبھی اسے مصلحت سے کام لینے کی تلقین کی____ [illegible] قواعد کی تعلیم دیتے رہے اسے____ دیکھ لیا اس [illegible] کا انجام____ کون آگے بڑھ رہا ہے آپ کی بیٹی کو بچانے کے لیے [illegible] بہادری کے گن گاتے تھے آج اس کی کردار کشی کرنے سے نہیں چوک رہے____" اماں بے حال ہو رہی تھیں۔

"میں نے کئی بار اسے سمجھایا تھا ثوبی بعض جگہیں ایسی ہوتی ہیں جہاں عزت کے خوف سے خاموش رہنے، نظرانداز کرنے میں بھی بھلائی ہوتی ہے____ اور آج____ آج آپ کے سارے اصول ساری سچائی بھاڑ میں جھونک گئی۔ یہ انجام ہے اس لڑکی کے آگے بڑھ کے گواہی دینے کا یہ انعام ہے اس کی صاف گوئی اور نڈرپن کا____ میری بچی خدا تجھے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ تو تو کسی کی میلی نگاہ برداشت نہیں کرتی تھی۔ اتنا بڑا صدمہ____"

"بس کرو زہرہ بیگم____ خدا کے لیے۔" زمان ملک کی آنکھوں میں بیٹی کی بے بسی کے خیال سے آنسو چمک اٹھے۔

"اس نے تو قانون کا ساتھ دیا تھا زمان صاحب____ اب آپ کا قانون ہمارا ساتھ کیوں نہیں دے رہا۔ کیوں سب ہماری ناموس کی بربادی کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ کیا ہماری بچی کے لیے کوئی "ثوبیہ" بن کے آگے نہیں بڑھے گا۔"

وہ تڑپ رہی تھیں۔ التجا کر رہی تھیں مگر زمان ملک کے پاس ان کے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔

"میرے خدا____ تو رحیم و کریم ہے۔ میری بچی کو بحفاظت رکھنا۔ میرے مولا اسے اپنی حفظ و امان

UrduPhoto.com
Please register!
Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

میں رکھنا اسے۔۔۔۔۔۔ اسے۔۔۔۔۔۔"

بہت زور سے دروازہ دھڑدھڑایا جا رہا تھا اس کے بعد کسی نے بہت تواتر سے ڈور بیل بجانا شروع کر دی۔

انہوں نے گلو گیر آواز میں ثانیہ سے کہا۔

"ثانی کہہ دے یہاں کوئی نہیں رہتا۔ سب مر گئے ہیں۔ قبرستان ہے یہ۔ کیوں مردوں کو ستانے آجاتے ہیں۔ کہاں سے سنائیں ہم سب کو روز نئی کہانیاں۔"

ثانیہ آنسو ضبط کرتی خاموشی سے گیٹ کھولنے چل دی۔۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کی چیخوں پر سب ہڑبڑا کر باہر بھاگے تھے۔

باہر کا منظر ساکت کر دینے والا تھا۔ وحشت زدہ سی ثانیہ گیٹ کے آگے بے سدھ پڑی ثوبیہ کو اندر کھینچنے کی سعی کر رہی تھی اور زور زور سے رو رہی تھی۔

اماں ننگے پاؤں دوپٹے سے بے نیاز اس کی طرف بھاگی تھیں۔۔۔۔۔۔ زمان ملک نے ڈبڈباتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دانت پر دانت جما کر سینے میں اٹھنے والی ٹیسوں کو برداشت کرنے کی کوشش کی مگر لحظہ بہ لحظہ یہ درد شدید ہوتا گیا وہ وہیں ڈھے گئے۔

* ۔۔۔۔۔۔ * ۔۔۔۔۔۔ *

وہ دونوں بہت گرمجوشی سے گلے مل رہے تھے۔

"تھینک گاڈ کہ تجھے پاکستان کی یاد آ گئی۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ اب تجھے سنگاپور کی حکومت زبردستی نکالے گی تو تو آئے گا۔"

علی نے لطیف سا طنز کیا تو شاہ ویز بے اختیار ہنس دیا۔

"ابھی بھی میں اپنی مرضی سے آیا ہوں وہاں کی حکومت تو پتا نہیں کیا کیا حربے آزما رہی تھی مجھے وہاں روکنے کے لیے۔"

گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے ہوئے وہ بڑے اطمینان سے بولا تھا۔

"ویسے جناب کچھ زیادہ ہی خوش فہم ہو کر نہیں لوٹے واپس؟"

علی نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے خوشدلی سے کہا۔

"تو کیا غلط ہے؟" وہ بڑے پر اعتماد انداز میں مسکرایا تو علی نے شرارت سے گہری سانس لی۔ پھر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیے۔

وہ دونوں اکٹھے سنگاپور گئے تھے۔ علی تو پروگرام کے مطابق دو ماہ وہاں شاہ ویز کے ہمراہ سیر و تفریح میں گزار کر واپس آ گیا تھا مگر شاہ ویز پاکستان کی فضاؤں سے ... زیادہ ہی ... تھا۔ اس نے مزید دو ماہ وہیں گزار دیے۔

"ذرا بھی ... فرق نہیں آ رہا ... بغیر۔"

علی نے ٹریفک کے ہجوم سے گاڑی نکالتے ہوئے اسے جتایا تو اس نے سیٹ کی پشت سر ٹیک دیا۔

"میں نے سوچا کہ تھوڑے دن ذرا سکون سے گزر جائیں۔۔۔۔۔۔ تمہیں بتا نہیں سکتا کہ ان ہواؤں نے مجھے چھوتے ہی پھر سے اندر کیسی آگ بھڑکا دی ہے۔"

وہ ونڈ اسکرین کے پار نظریں جمائے بہت دل گرفتگی سے بول رہا تھا۔ علی کو جھٹکا سا لگا۔

"کم آن شاہ ویز۔۔۔۔۔۔ یار تجھے یہ اسٹائل سوٹ نہیں کرتا۔"

علی کی بات پر اس نے جواب دیے بغیر آنکھیں موند لیں۔ ریڈ سگنل پہ گاڑی رکی تھی۔

"سرکل کی لڑکیاں تمہیں یوں رانجھا بنا دیکھ کر پریشانی سے مر جائیں گی۔" علی ماحول کی گمبھیرتا دور کرنے کے لیے شگفتگی سے بولا تو وہ اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اور وہ۔۔۔۔۔۔ باقی یہاں سب کیسے ہیں۔ آئی مین ثوبیہ۔۔۔۔۔۔"

علی نے سگنل بدلتے ہی گاڑی آگے بڑھائی تھی۔ شاہ ویز کے سوال میں چھپی بیتابی علی سے مخفی نہیں رہ سکی مگر وہ بات اڑانے والے انداز میں بولا۔

"پتا نہیں۔۔۔۔۔۔ میں تو کبھی اس روڈ پر سے بھی نہیں گزرا۔"

"شاید اس کی شادی ہو گئی ہو۔" وہ قدرے توقف سے بولا تو علی نے گہری سانس لی۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

"مائی ڈیئر! جس گاؤں نہ جانا ہو اس کی راہ پوچھنے سے فائدہ؟"

علی کے مدبرانہ انداز پر وہ لب بھینچ کر باہر دیکھنے لگا۔

"میں نے سوچا تھا کہ وہ نگاہوں سے دور ہوگی تو اس کی یاد نہیں آئے گی۔ اس کو بھولنے میں آسانی ہوگی۔ وہ دکھائی نہیں دے گی تو دل اس کو پانے کو نہیں مچلے گا بھی نہیں ...... لیکن ...... [illegible] دوری نے سوائے اس محبت اس ...... شوق کو بڑھاوا دینے کے اور کچھ نہیں کیا۔ میں یہاں لوٹ کے آنا نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ یہ ہوائیں میرے جذبوں کو مہمیز کرتی ہیں مگر مشکل فقط یہ تھی کہ دل وہاں ٹھہرنا نہیں چاہ رہا تھا۔"

علی دانت جمائے سختی سے اسٹیئرنگ وہیل پر گرفت کیے ہوئے تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اب صورتحال کافی تبدیل ہوگئی ہوگی مگر یہ فقط اس کا "خیال" ہی ثابت ہوا تھا۔ شاہ ویز وہاں سے "کندن" بن کے لوٹا تھا۔

شاہ ویز لوٹ تو آیا مگر اس میں وہ بات نہیں رہی تھی جو اسے باقی سب سے ممتاز کرتی تھی۔ علی اس کی بے دلی اور غائب دماغی پر چڑ گیا۔

"کیا پرابلم ہے تمہارے ساتھ شاوی؟"

وہ کلب سے نکلتے ہوئے شاہ ویز سے الجھنے لگا۔ بات تو واقعی غصے والی تھی شاہ ویز بیڈ منٹن کا بہترین کھلاڑی تھا۔ اس کے کھیل کو پسند کرنے والے سینکڑوں تھے۔ علی بھی اس کھیل میں اس سے پیچھے نہیں تھا مگر آج ڈبلز فائنل میں شاہ ویز کے بروقت بال پک نہ کرنے اور غلط اسٹروکس کی وجہ سے دونوں ہار گئے تھے۔

"کیوں ...... کیا ہو گیا ہے؟" وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے ایک نظر علی کے سرخ ہوتے چہرے پر ڈال کر سکون سے پوچھ رہا تھا۔

"کیا شادی ہے ......" وہ طنزاً بولا اور دروازہ کھول کر دھپ سے سیٹ پر بیٹھ گیا۔ شاہ ویز نے ڈرائیونگ سنبھالی۔

"ہار جیت تو ہوتی ہی رہتی ہے اور پھر کسی نہ کسی کو تو ہارنا ہی تھا ہم ہی سہی۔" اس کے سرسری انداز پر علی چپ رہ گیا۔ اس پر پوری طرح کھل گیا تھا کہ شاہ ویز بدل چکا ہے ورنہ وہ تو ہار یا میں شانے اچکانے پر [illegible] نہیں کرتا تھا۔ اس قدر جارحانہ شکست کا لفظ سننا پسند نہیں تھا... زندگی اور موت کا مسئلہ ہو... کھیل کا [illegible] ... پھر بہت بڑی بات تھی۔ [illegible] علی نے فوراً موڈ بدلا تھا۔

"عقل مند نہیں ہوا علی ...... ٹھوکر لگی ہے منہ کی کھائی ہے تب فہم و شعور کا موتی پایا ہے میں نے۔ میں سوچتا تھا کہ خدا نے ہر شے مجھے دی ہے جوانی، صحت، پیسہ، شہرت ہر شے میں خرید سکتا ہوں مگر اس نے مجھے بتادیا کہ بعض چیزیں "ناٹ فار سیل" بھی ہوتی ہیں۔ اس کے معاملے میں شکست کھائی ہے تو اس کے بعد یہ ساری باتیں بے معنی ہیں کہ میں ہاروں یا ہرادوں۔"

اس کے انداز کی شکستگی علی سے برداشت نہیں ہوپائی تھی۔

"میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ تمہارے مسئلے کا واحد حل فوری شادی ہے اس کے بعد سب بھول جاؤ گے تم۔"

اس کے برہم انداز پر شاہ ویز نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ اس کی پیشانی پر ہلکی ہلکی شکنیں پڑی تھیں۔ وہ پھر سامنے دیکھنے لگا۔

"آزمالیا ہے یہ بھی میں نے۔ دو ماہ کم تو نہیں ہوتے۔ ان دو مہینوں میں میں نے ...... مگر ہر صورت مجھے "اس" کی شکل لگتی تھی۔ نگاہ "اسے" ڈھونڈنا شروع کردیتی تھی۔"

علی کا چہرہ لحظہ بہ لحظہ سرخ ہوتا جارہا تھا۔ ناگواری و غصہ اس کے تاثرات سے ہویدا تھا۔

گاڑی میں بے حد خاموشی تھی۔ علی کے گھر کے

UrduPhoto.com

Please register!
Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

سامنے گاڑی روک کر بھی وہ خاموش بیٹھا رہا۔ علی نیچے اتر کر کھڑکی میں جھکا۔

"آئی ایم سوری میں شاید تھوڑا ریش ہو گیا تھا۔ کل ملیں گے...... سی یو۔"

وہ بے حد سنجیدگی سے پیچھے ہٹ گیا۔

وہ تیزی سے چلتا اپنے بیڈ روم میں آیا۔ اس کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی اور کنپٹیاں سلگ رہی تھیں وہ باتھ روم میں گیا اور واش بیسن پر جھک کر منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنے لگا۔ ایک آگ سی اندر دہکنے لگی تھی۔

وہ باتھ روم سے نکل آیا۔ اس کی شرٹ کا اگلا حصہ پانی سے بھیگا ہوا تھا۔ چند لمحوں تک وہ مٹھیاں بھینچے کمرے کے وسط میں کھڑا رہا۔

* ...... * ...... *

وہ دن چڑھے شاور لے کر ناشتے کی میز پر آیا تھا۔ نہانے کے باوجود سستی اور کسلمندی دور نہیں ہوئی تھی۔ ذہن غبار میں لپٹا محسوس ہو رہا تھا۔ طبیعت کے بوجھل پن کو دور کرنے اور فریش ہونے کے لیے اس نے ملازم سے بلیک کافی کا کہا تھا اتنی دیر میں وہ چائے کپ میں انڈیلنے لگا۔ تبھی مام نفیس سی نائٹی میں ملبوس چلی آئیں۔

"ہیلو شاوی...... کیسے ہو......؟"

"ہیلو مام......" وہ بھی رسماً بولا اور چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔ دو ہفتے ہو گئے تھے شاہ ویز کو سنگاپور سے لوٹے اور یہ اس کی مام سے پہلی ملاقات تھی۔ وہ انہیں دیکھنے لگا۔

"آپ کی واپسی جلد ہی ہو گئی فارن ٹور سے اس مرتبہ۔" وہ ہلکے سے مسکرایا تو وہ جھک کر اس کو پیار کر کے چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئیں۔

"ناشتہ کرلیا تم نے؟"

UrduPhoto.com

مام نے سلائس پر جیم کی پتلی سی تہہ پھیلاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"میں بس چائے پیوں گا۔" اس نے اپنا کپ اٹھا کر گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"اور سناؤ۔ سنگاپور کا ٹرپ کیسا رہا؟"

وہ پہلی مرتبہ یوں شاہ ویز سے کوئی بات ڈسکس کر رہی تھیں اس لیے وہ اندر ہی اندر حیران ہو رہا تھا۔ وہ تو ان کی شکل کو ترستا تھا کجا کہ وہ ساتھ بیٹھ کر ناشتا کرتے ہوئے اس سے گفتگو کریں۔

"ویری نائس......" "مجھے تو ہوا تھا۔"

"میں بھی اس منتھ کے اینڈ تک چکر لگاؤں گی سنگاپور کا۔" وہ انگلیوں سے سلائس کترتے ہوئے بولیں تو وہ چپ چاپ ...... کپ پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔ مام سنجیدگی سے پوچھ رہی تھیں۔

"اور کیا فیوچر پلاننگ کی ہے تم نے۔ ساری عمر کیا یونہی بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے۔"

"واٹ ڈو یو مین؟" اس نے بھنویں اچکا کر انہیں دیکھا۔

"کم آن شاویز...... یو آر ناٹ اے چائلڈ۔ انتیس سال کے ہو رہے ہو تم۔ اب تک تمہاری شادی ہو جانا چاہیے تھی۔"

وہ اٹل انداز میں بولیں تو چند لمحے وہ انہیں دیکھے گیا۔

"خیریت تو ہے مام...... آج سے پہلے تو آپ نے مجھے اتنی توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کوئی خاص بات؟"

اس کے انداز میں طنز نمایاں تھا۔ جسے نظر انداز کرتے ہوئے وہ بہت سکون سے بولیں۔

"ظاہر ہے کوئی خاص بات ہے تو تبھی میں تم سے بات کر رہی ہوں ورنہ میں ایسے ٹائم ویسٹ کرنے سے بہتر سمجھتی ہوں کہ اپنی سوشل ایکٹی ویٹیز کو کنٹی نیو کروں۔"

ان کے صفاچٹ جواب پر وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔ کتنا ترستا تھا وہ ماں کے التفات اور سچی محبت کے لیے۔

"تو پھر ٹائم ویسٹ کرنے کا ریزن بتا دیں۔"

وہ اکھڑے انداز میں واپس لوٹ آیا۔

"میں نے تمہارے لیے کرنل آفندی کی بیٹی

تزئین کو پسند کیا ہے۔ تمہارے ڈیڈ بھی کہہ رہے تھے
کہ اب تمہاری شادی ہو جانی چاہیے۔"
ان کے پرسکون اور تحکمانہ اٹل انداز پر شاہ ویز
نے کپ ساسر میں پٹخا۔
"لیکن میں شادی نہیں کر رہا۔"
اس کے انداز کو مام نے بہت ناپسندیدگی سے دیکھا
تھا۔
"تم جانتے ہو کہ یہ شادی ہمارے بزنس کے لیے
کس قدر پرافٹ ایبل ثابت ہوگی پھر بھی ایسی باتیں
کر رہے ہو۔" وہ تنک کر بولیں تو اکتاہٹ و بیزاری کی لہر
اس کے دل و دماغ میں دوڑا تھی۔
"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ نے
بزنس کو اتنا سر پہ سوار کیوں کر رکھا ہے۔ ہر وقت بزنس
'بزنس' بزنس...... انسانی زندگی سے زیادہ اہم بنا لیا
ہے آپ نے اسے۔ اینڈ مائنڈ اٹ مام! میں شادی اور
بزنس کو کمبائن کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے کوئی شوق نہیں
شیئرز ہولڈر بیوی لانے کا۔" وہ بہت برہمی سے بول رہا
تھا۔ مام ہکا بکا اسے دیکھے گئیں۔
"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔" وہ غصے میں
بولیں۔ سلائس انہوں نے پلیٹ میں پٹخ دیا تھا۔
"آپ جو بھی کہیں لیکن میری طرف سے صاف
انکار ہے۔ میں اگر شادی کروں گا تو اپنی مرضی اور پسند
سے۔" وہ دو ٹوک انداز میں گویا ہوا۔ مام نے شعلہ بار
نظروں سے اپنے اس اکھڑ اور ضدی بیٹے کو دیکھا تھا۔
"کر لینا اپنی مرضی اور پسند سے بھی...... کیا
ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم تمہارے متعلق کوئی
فیصلہ کر سکیں؟"
ان کی بات پر شاہ ویز کا دماغ گھومنے میں دیر نہیں
لگی۔
"حق......؟" وہ یوں بولا جیسے اسے ان کی
بات [illegible] کیسا حق؟...... آپ
نے مجھے جنم دیا ہے اور بس۔ اس کے بعد آپ نے
میرے کون سے حقوق پورے کیے ہیں جو مجھ سے اس
حق کو پورا کروانے کی توقع رکھتے ہیں؟"

شاہ ویز ہمیشہ سے نظر انداز ہوا تھا اور وہ [illegible]
اکھڑ بھی تھا پھر بھی اس کا رویہ مام کے ساتھ اس قدر غیر
یقینی تھا کہ چند ثانیوں کو وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھتی رہ
گئیں۔ اس کی باتیں انہیں تپا دینے میں کامیاب
رہیں۔ "[illegible]......" وہ اپنے مخصوص
روڈ انداز میں [illegible] کے بلوں میں اضافہ
ہو گیا۔ [illegible] کہ جس سوسائٹی میں
شاہ ویز کا جی چاہا [illegible] کہ جس سوسائٹی میں
آپ اٹھتی بیٹھتی ہیں اس سے بہتر سوسائٹی میں رہتا
ہوں مگر وہ ضبط کر گیا۔
"اینی وے...... اب تم اپنا بی ہیویئر چینج کرو
اور میں کوئی ایکسکیوز نہیں سننا چاہتی۔ کل تم تزئین
سے ملو۔ ویسے تو اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن
......" وہ سرد سپاٹ لہجے میں کچھ کہنے لگی تھیں کہ
وہ بھی سرد مہری سے ان کی بات کاٹ گیا۔
"یو آر رائٹ مام۔ مجھے واقعی اس سے ملنے کی کوئی
ضرورت نہیں۔ میں اس گیم کا حصہ نہیں بننا چاہتا۔"
"بی ہیو یور سیلف شاہ ویز......" وہ غصے میں
آ گئیں۔ "میں مسلسل تمہاری بدتمیزی کو اگنور کر رہی
ہوں گلریز بھی تو تمہارا ہی بھائی ہے مگر مجال ہے کہ کبھی
اس نے اس طرح بات کی ہو۔ شادی تک اس نے
ہماری مرضی سے کی ہے۔" انہوں نے شاہ ویز سے
بڑے گلریز کا حوالہ دیا جو آج کل کینیڈا میں تھا۔
"ہاں...... جتنی خوبصورت لائف ان لوگوں
کی ہے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔" وہ طنز و استہزاء
سے بھرپور لہجے میں بولا اور واقعی وہ لوگ خوشی کی زندگی
نہیں گزار رہے تھے۔ فقط پانچ سال ہوئے تھے ان کی
شادی کو۔ گلریز کی بیوی جہیز میں "شیئرز" لائی تھی اس
لیے اب اس سے دبتی نہیں تھی۔ دونوں میں سے کوئی
بھی کسی موقع پر جھکنے کو راضی نہیں ہوتا تھا۔
"میرے خیال میں زیادہ آزادی نے تمہارا دماغ
خراب کر دیا ہے۔ تمہارے ڈیڈ خود ہی تم سے بات
کریں گے۔" وہ طنزیہ انداز میں بولیں تو اس کا چہرہ

Please register!
Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

ہو گیا۔

"وہ بھی کر دیکھیں..... مگر میرا جواب یہی ہو گا۔ کیپ اٹ ان یور مائنڈ۔" وہ پتھریلے لہجے میں کہتا کرسی زور دار انداز میں گھسیٹ کر اٹھا اور اپنے کمرے کی سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ گاڑی کی چابی اٹھا کر وہ انہی قدموں پر واپس لوٹا اور بغیر رکے باہر نکل گیا۔ ممانزم کافی کا بھاپ اڑاتا مگ لیے ہکا بکا کھڑا دیکھتا رہ گیا وہ سر جھٹک کر رہ گئیں۔ ان کی پیشانی شکن آلود ہو رہی تھی۔

* * *

وہ بلا مقصد سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔ اس کا ذہن کھول رہا تھا۔ رگوں میں تلخی شراروں کی صورت میں دوڑ رہی تھی۔

حق کی بات کرتی ہیں..... ساری عمر کبھی پیار کی ایک نگاہ تو ڈالی نہیں اب جب اپنے فائدے کی بات آئی تو حق یاد آ گیا..... ہنہ تزئین آفندی' اتنی "پارسا" بیوی کی کم از کم مجھے تو ضرورت نہیں۔

اس کا دماغ مسلسل ایک ہی بات پر کڑھ رہا تھا۔

اور پھر اس کے تمام خیالات ایک ہی جھٹکے سے بھک سے اڑ گئے۔ اس کا پیر بے اختیار بریک پر پڑا تھا۔

وہ ثوبیہ ہی تھی۔ اپنے مخصوص انداز میں پیشانی تک چادر اوڑھے رکشا روک کر وہ رکشے والے سے بات کر رہی تھی۔

وہ بعجلت انجن چلتا چھوڑ کر گاڑی سے نیچے اترا۔ جب تک وہ سڑک کے دوسری طرف پہنچا وہ رکشے میں بیٹھ گئی تھی۔ شاہ ویز نے مکا ہوا میں لہرایا۔

"شٹ....."

وہ پلٹا اور تیزی سے دوبارہ گاڑی میں آ بیٹھا۔ اس نے گاڑی رکشے کے پیچھے ڈال دی اس کا ہر عمل بے حد بے اختیارانہ تھا۔

وہی جانی پہچانی طویل راہیں تھیں جن پر وہ جا رہا تھا۔

تو گویا ثوبیہ "میکے" جا رہی ہے۔ اس کے دل میں کسک سی اٹھی تھی کبھی اس نے سوچا تھا کہ اب تمام عمر وہ اس کے سامنے نہیں آئے گا مگر اب دل کے ہاتھوں مجبور وہ اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا تھا۔

رکشا اسی کالے گیٹ کے سامنے رک گیا وہ نیچے اتر کر رکشے والے کو کرایہ دے رہی تھی۔ شاہ ویز نے کافی فاصلے پر گاڑی روک لی تھی۔

وہ گھر میں داخل ہو گئی تو وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے گھر کے سامنے لے آیا مگر نیچے نہیں اترا۔ اسٹیئرنگ وہیل پر دونوں بازو لپیٹے بے تاثر نگاہوں سے بند گیٹ کو دیکھتا رہا۔

یہاں تک آنے کے بعد اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے۔

ثوبیہ کے سلوک نے اسے بہت بددل کیا تھا اور چار ماہ پہلے تک وہ بہت طیش کے عالم میں اس جیسی "عام" لڑکی پر لعنت بھیج کر گیا تھا۔

مگر وہ کیسا جادو تھا اس "عام" سی لڑکی میں کہ ایک نظر میں ہی دل نے سارے بہانے بدل دیئے۔

گہری سانس لے کر اس نے گاڑی کی چابی نکالی اور دروازہ کھول کر نیچے اتر کر گاڑی کو لاک کرنے لگا۔

گاڑی لاک کرنے سے بیل بجانے تک وہ عجیب سی مسمریز کیفیت کا شکار رہا تھوڑی دیر کے بعد گیٹ کھلا۔

"جی فرمایئے.....؟" ثانیہ تھی۔ شاہ ویز رخ بدلے کھڑا تھا۔

"السلام علیکم....." وہ پلٹتے ہوئے مسکرایا تھا۔

چند ثانیوں تک جیسے وہ ہکا بکا سی اسے دیکھتی رہی پھر اگلا لمحہ شاہ ویز کے لیے بہت حیران کن تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی واپس پلٹ گئی تھی۔

"پاگل ہے بالکل....."

شاہ ویز سر جھٹک کر مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ برآمدے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے لگا تو عجیب سی صورتحال سے دوچار ہو گیا۔ ثانیہ نے شاید اماں کو شاہ ویز کی آمد کی اطلاع کر دی تھی اور اسی لیے وہ اٹھی تھیں مگر ثوبیہ ان کی راہ میں حائل تھی۔

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

"کوئی ضرورت نہیں اماں ہر ایرے غیرے کو اندر گھسانے کی۔" اس کی سرد و سپاٹ آواز شاہ ویز کو سن کر گئی۔

"تو تم ابھی بھی وہی ہو..... بے دردی سے دلوں کو توڑنے والی۔"

اور اگر وہ اندر نہ آچکا ہوتا تو اماں شاید اس پر ہچر رکھ لیتیں مگر اسے دیکھ کر وہ ثوبیہ کو پرے ہٹاتی اس قدر بے قراری سے اس کی طرف بڑھیں کہ لحظہ بھر کو وہ بھی سب کچھ بھول گیا۔ فوراً ان کے سامنے جھکا۔

"شاہ ویز..... میرا بیٹا۔"

انہوں نے اس کی پیشانی پر مہر محبت ثبت کی تو وہ جیسے پگھلتا چلا گیا۔

"اتنے دنوں کے بعد آیا ہے....."

اماں کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔ اتنی شفقت اور محبت پا کر وہ تو جیسے لبریز ہو گیا۔

ثوبیہ فی الفور پلٹ کر اپنے کمرے میں چلی گئی..... باقی چاروں بہنوں سے وہ ملا۔

"او ربلی..... تم یوں بھاگیں جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔"

اس نے تانیہ کو گھورا تو وہ بمشکل مسکرائی اور جواب دیئے بغیر چائے بنانے کے لیے کچن میں چلی گئی۔

"یہ تانی کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نہیں ہو گئی؟"

اس کی آواز تانیہ کے کانوں میں پڑی تو وہ منہ ہاتھوں میں چھپا کر رو پڑی۔

اب انہیں بھی ہر بات بتانی پڑے گی۔

مہرین اندر آئی تو اسے روتے دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

"کیا ہوا تانیہ؟"

اس نے جلدی سے دوپٹا چہرے پر رگڑا۔

"کچھ نہیں [illegible]"

"ٹھیک ہے میری بھی یہی کیفیت ہے۔ یوں لگ رہا ہے سگا بھائی سامنے آ گیا ہو جی چاہ رہا ہے کہ ہر بات کھول دوں [illegible] نہیں۔"

مہرین کی آواز بھرانے لگی۔ تانیہ نے چولہے پر پانی رکھتے ہوئے دکھ سے اپنے سے چھوٹی بہن کو دیکھا۔ وقت نے ایک دم سے کیسے ان سب کو بڑا کر دیا تھا۔ ایک عجیب سی سنجیدگی نے انہیں اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔

"شاہ ویز بھائی [illegible] نور ویسے ہی غصیلے ہو رہے ہیں۔"

"ہمیں بہت دل [illegible] اور..... اور تم بتا کے بھی نہیں گئے۔" اماں نے بھیگے لہجے میں شکوہ کیا تو وہ ان کی محبتوں پر یقین لے آیا۔

"بس اماں اتنا اچانک پروگرام بنا کہ مجھے خود پتا نہیں چلا۔" وہ بات گول مول کر گیا۔

"ہم نے تمہیں کتنا تلاش کیا..... کتنی دعائیں مانگی تھیں تمہارے آنے کی..... ہم پر تو قیامت ہی ٹوٹ پڑی تھی تمہارے جانے کے بعد۔"

وہ بے آواز رونے لگیں۔ شاہ ویز ہق دق سا انہیں دیکھ رہا تھا۔

ثوبیہ کی سماعت پر جیسے کسی نے ہتھوڑا رسید کیا ہو۔

"کیا..... کیا ہوا تھا؟" وہ بے حد پریشانی سے پوچھ رہا تھا اور وہ جواب دینے ہی لگی تھیں کہ دھاڑ سے کمرے کا دروازہ کھول کر ثوبیہ باہر نکل آئی۔

"کتنی مرتبہ کہا ہے آپ سے کہ ہر کسی کے سامنے دکھوں کا اشتہار بن کر مت بیٹھ جایا کریں۔ دکھ ہمارے اپنے نصیب میں ہوتے ہیں اور انہیں بھگتنا بھی تنہا ہی پڑتا ہے۔" وہ زور سے چلائی تھی۔ شاہ ویز چہرہ موڑے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"کوئی غیر نہیں ہے یہ..... میرا بیٹا ہے۔" اماں غصے سے بولیں۔

"آپ کا بیٹا ہے مگر میرا کچھ نہیں لگتا۔ آپ کو کوئی ضرورت نہیں کسی کے سامنے میری مظلومیت ظاہر کرنے کی۔"

وہ بھڑکتی تنفناتی، قہر آلود لہجے میں کہتی واپس پلٹ

Scanned with CamScanner

گئی۔

اس کا یہ روپ اور انداز شاہ ویز کے لیے بہت حیران کن تھا۔

اماں کے رونے کی آواز پر اس نے چہرہ موڑ کر۔

"یہ .... اسے کیا ہو گیا ہے؟"

شاہ ویز کے لہجے میں ناگواری جھلک رہی تھی۔

"بس اب تو یہی حالت ہے اس کی۔" وہ آنکھیں پونچھتی ہوئی بولیں۔ پاس بیٹھی زرین اور ثوبیہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

شاہ ویز کو فضا میں عجیب سی نامانوسیت کا احساس ہو رہا تھا مگر وہ کچھ سمجھنے سے قاصر تھا۔

"کیوں .... آئی مین اس کا شوہر .... ؟"

اس سے متعلق پوچھتے ہوئے اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔

"کون سا شوہر .... اس نے شادی ہی نہیں کی۔"

اماں کی آواز سے گہرا دکھ اور یاسیت جھلک رہی تھی۔

"واٹ .... ؟" شاہ ویز گویا اچھل پڑا۔

"مگر اس کی تو بات چل رہی تھی؟" وہ بحرِ تحیر میں غرق تھا۔

"بس بیٹا .... ہوتا تو وہی ہے جو قدرت چاہتی ہے۔" ان کی آواز پھر سے بھیگنے لگی تو وہ لب بھینچے انہیں دیکھنے لگا۔

"اور .... انکل .... انکل کب تک آئیں گے؟"

اس نے یونہی بات بدلی تھی ورنہ آگے خاموشی تھی، آنسو یہی اماں کی آنکھوں سے ... رواں جاری تھا۔ شاہ ویز کو جیسے کسی انہونی کا احساس ہوا۔

"خالہ .... کیا بات ہے بتاتیں ناں۔"

وہ بغور ان کو دیکھتے ہوئے بے اصرار بولا۔

"ان کا انتقال ہو چکا ہے اور کچھ؟"

ثوبیہ کی سپاٹ آواز نے جیسے اس کی سماعتوں پر

گیا جیسے توقع ہو کہ ابھی وہ ہنس دے گی۔

اماں کے رونے کی آواز نے اسے حقیقت کی دنیا میں لا پٹخا۔

اسے اب احساس ہوا کہ ہمیشہ خوبصورت رنگوں کی چادریں اوڑھنے والی اماں آج سفید براق دوپٹا اوڑھے ہوئے تھیں۔

اس کی آنکھیں ضبط جذبات سے سرخ ہونے لگیں۔

"اماں .... ؟" اس نے گویا بے آواز ان سے تصدیق چاہی۔

اور پھر آہستگی سے ان کا سر اپنے شانے سے لگا لیا۔

ثوبیہ کی آنکھوں کے آگے دھند سی چھانے لگی تو وہ کمرے میں گھس کر دروازہ بند کر کے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"ابو .... آپ نے بہت جلدی ہمت ہار دی .... بہت جلدی۔"

آنسوؤں کی لڑیاں اس کے رخساروں کو بھگو رہی تھیں۔

☼ ——— ☼ ——— ☼

"چلو اسٹارٹ کرو ...."

ویٹر کھانا سرو کر کے گیا تو شاہ ویز نے علی کو اشارہ کیا۔

"کیا بات ہے۔ تیرا موڈ بڑا چمک رہا ہے؟"

علی بازو ٹیبل پر رکھ کر تجسس بھرے لہجے میں بولا تو وہ خوشدلی سے ہنس دیا۔ علی شانے اچکا کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"کچھ پوچھے گا نہیں۔"

اس کی بے نیازی شاہ ویز سے زیادہ برداشت نہیں ہوئی تو خود ہی بول اٹھا۔ علی نے قہقہہ لگایا۔

"یہی میں چاہ رہا تھا .... چل اب بتا دے۔"

وہ اسے گھورتے گھورتے مسکرا دیا اور چمچ پلیٹ میں رکھ کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے معنی خیز

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

"اچھا چل ذرا گیس کر کون سی بات بقول تمہارے میرا موڈ چڑھا سکتی ہے؟"

کچھ دیر تک علی اس کی آنکھوں کی چمک اور لہجے کی کھنک پر غور کرتا اس کو جانچتی نظروں سے دیکھتا رہا۔

"کہیں ____ تو پھرسے کوئے جاناں کی [illegible] تو نہیں جا نکلا؟"

بے اختیار ہی اس کے ذہن میں اسپارکنگ ہوئی تھی۔

شاہ ویز ہنسا اور پھر آنکھ دبا کر شرارت سے بولا۔

"بات تو کچھ ایسی ہی ہے۔"

اس کے انداز سے مسرت چھلک رہی تھی۔ علی نے اس کے بدلتے انداز پر حیرت آمیز سی خوشگواری محسوس کی۔

وہ پھر سے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا چند لمحوں کے توقف کے بعد علی نے کہا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔ اس کی تو شادی ہو گئی ہے تم اب کس سلسلے میں وہاں جا نکلے ہو؟"

اس کے انداز میں خفیف سا تجسس تھا جواب میں وہ پھر دلکشی سے ہنسا۔

"یہی تو بات ہے مائی ڈیئر ____ اس کی شادی نہیں ہوئی۔" اس نے ذرا توقف کیا اور پھر سے بولا۔

"بلکہ اس کے تیوروں سے لگ رہا ہے کہ وہ شادی کرنا ہی نہیں چاہتی۔"

اس کی بات پر علی بے حد حیران ہوا۔

"کیوں ____ شادی کیوں نہیں ہوئی؟"

"اس کے انکل کا انتقال ہو گیا ہے۔" وہ سنجیدہ ہو گیا۔

"[illegible] ____" علی نے گہری سانس لی۔

"[illegible] ث کر رہی ہے۔"

وہ جگ اٹھا کے گلاس میں پانی انڈیلنے لگا۔ علی تاسف سے سر ہلا کھانا ختم کرنے لگا۔ کھانے کے بعد شاہ ویز نے کافی کا آرڈر دیا۔

[illegible] کیپی ہیں

"ہر شدت تجھے پسند ہے اتنی کڑوی [illegible]" علی

"[illegible] چائے ہر حال میں بہتر بلکہ بہترین ہوتی ہے" علی نے ویٹر کے جانے کے بعد اسے گھورا۔

"جدید تحقیق کے مطابق چائے، کافی سے زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے اور پھر سردیوں میں جو مزہ کافی کا ہے وہ چائے [illegible] متعلق بتا رہا ہے

"اچھا ____ تم ان [illegible]

[illegible] تھے۔" [illegible] تو بالکل اکیلے رہ

ہوں ____ نہیں۔ اماں بہت

گئے ہیں۔ بھائی میرے علاوہ کوئی ہے نہیں۔ اماں بہت پریشان تھیں۔ زیادہ فکر انہیں ثوبیہ کی ہے اس کی جاب والی حرکت انہیں بالکل بھی پسند نہیں مگر مجبوری ہے۔"

"کیا جاب کر رہی ہے وہ؟" علی نے پوچھا۔

"کسی اسکول میں پڑھا رہی ہے ساتھ کچھ ٹیوشن پڑھاتی ہے۔"

"تو گزارا کیسے ہو رہا ہے؟" علی کی حیرت میں دکھ کی آمیزش تھی۔

"فی الحال تو اس موضوع پر میں نے بات نہیں کی۔ ویسے میں اماں کو تسلی دے کر آیا ہوں کہ اب وہ سب میری ذمہ داری ہیں۔" اس نے ایش ٹرے میں سگریٹ کی راکھ جھاڑی۔

"ہاں جی ____ اب تو آپ بھائی جان ہیں ان کے۔" علی نے ماحول کی سنجیدگی ختم کرنے کے لئے شگفتگی بھری شوخی سے کہا تو شاہ ویز اسے گھورنے لگا۔

☼ ____ ☼ ____ ☼

آج کتنے دنوں کے بعد گھر ہنسی کی چہکار سے گونج رہا تھا۔

وہ چاروں لاؤنج میں شاہ ویز کے ساتھ لڈو کھیلنے میں مصروف تھیں۔ کچھ فاصلے پر ثوبیہ بیٹھی ٹیسٹ چیک کر رہی تھی جبکہ اماں انہیں ہنستے کھیلتے دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں۔ سب سے چھوٹی زویا بس انجوائے کرنے کے لیے بیٹھی تھی۔

"یہ کیا شازے بھائی ____ کتنی بڑی بے ایمانی

UrduPhoto.com
Please register
Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کر رہے ہیں آپ' وہ بھی دن دہاڑے۔" مہرین چلائی
تھی۔ شاہ ویز اپنی باری کرتے ہوئے دونوں ہاتھ ایسے
چلاتا تھا کہ ساری گوٹیں ادھر سے ادھر کر دیتا۔ کسی کو
کچھ سمجھ ہی نہیں آتی تھی۔

"میں تو کہہ رہا تھا کہ شام کو کھیلیں گے تمہیں ہی
دن دہاڑے کھیلنے کا شوق ہو رہا تھا۔" وہ شرارت سے
بولا۔ اور پھر سے باری کرنے لگا۔

"آپ کتنی باریاں کریں گے اور......؟"
تانیہ نے اس کے ہاتھ سے ڈبی اور دانہ چھیننا چاہا۔

"جب تک چھکا نہیں آ جاتا۔ ہم ٹرائی ٹرائی اگین
پر بلیو کرتے ہیں سسٹر۔" وہ مزے سے بولا۔

"یہ اچھی عادت ہے بھئی......" مہرین کو ہنسی
آ گئی۔

"دیکھا...... سب کو میری یہ عادت پسند آتی
ہے۔" وہ فوراً بولا۔ تانیہ نے گھور کر مہرین کو دیکھا جو
سٹپٹا گئی تھی۔ وہ فوراً اپنی صفائی پیش کرنے لگی۔

"میں تو بائی دا وے بات کر رہی تھی۔"

"میں نہیں کھیل رہی...... شازے بھائی
بہت بے ایمان ہیں۔" زرین گویا بے حد برا مان کر
بولی۔

"چہ۔ چہ...... بیچاری زرین کی سبھی گوٹیں
بیوہ پڑی ہیں۔" مہرین ہنسی تھی۔

"تو کیا ہے اسلام میں بیوہ کی دوبارہ شادی کا حکم
ہے۔" شاہ ویز نے شرارت سے کہا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی آپ کی سب گوٹیں اینڈ
پہ کیسے پہنچ گئیں؟" تانیہ بہت غور و خوض کے بعد بولی
اس کے لہجے کی تشویش پر وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"بھئی تم جلتی رہو مجھ پہ اللہ کی خاص رحمت
ہے۔"

"ارے واہ......" مہرین ہنسی تھی۔ "کیا
عاجزی ہے۔" وہ سب زور سے ہنسی تھیں۔ شاہ ویز کی
مردانہ آواز نمایاں تھی۔ بہت ضبط کرتے کرتے بھی
ثوبیہ بول ہی اٹھی۔

"تم لوگ آہستہ آواز میں نہیں ہنس سکتے؟" اس
کی آواز اور انداز میں ناگواری تھی۔ چاروں بہنوں کی
ہنسی جیسے تھم سی گئی تھی۔

"کیا ہے ثوبیہ...... آج اتنے دنوں کے بعد تو
ہنس رہی ہیں۔" اماں کے لہجے میں آزردگی تھی۔ وہ لحظہ
بھر کو چپ رہ گئی پھر غصے سے بولی۔

"ان کا ایسا کون سا مسئلہ حل ہو گیا ہے جو انہیں ہنسی
آ رہی ہے؟"

اب کی بار شاہ ویز نے اس کی طرف دیکھا اور بہت
آرام سے بولا۔

"ان لوگوں نے تمہیں کبھی ہر وقت غصے میں
رہنے سے منع کیا ہے۔ کبھی جو تم ان کے ہنسنے پر اعتراض
کر رہی ہو؟"

وہ بہت غیر یقینی طور پر اس سے مخاطب ہوا تھا۔
اس کی براؤن آنکھوں میں حیرت سی ابھری۔

"میں آپ سے بات نہیں کر رہی۔" وہ گویا برا مان
کر بولی۔

"لیکن میں تم ہی سے بات کر رہا ہوں......
انہیں اپنی زندگی جینے دو۔ اپنے اصول و ضوابط ان پر
خوامخواہ جبر سے لاگو مت کرو۔"

وہ سابقہ لب و لہجے میں بولا تو وہ تقریباً چیخ اٹھی۔

"کیوں نہ کروں...... بڑی بہن ہوں میں ان
کی اور آپ برائے مہربانی اپنے مشورے اور نصیحتیں
اپنے پاس رکھیں۔"

"ثوبیہ......" اماں نے اسے گھر کا تھا۔

"ہاں...... ہاں...... بس ایک میں ہی بری
ہوں اس گھر میں۔ کوئی بھی میری بات سننا پسند نہیں
کرتا۔"

وہ اپنی چیزیں سمیٹتی غصے سے پیر پٹختی کمرے میں
چلی گئی۔

"اف......" شاہ ویز گہری سانس لے کر ان کی
طرف متوجہ ہوا تھا "ہٹلر مرا ہو گا تب یہ محترمہ پیدا ہوئی
ہوں گی۔" اس کی سنجیدگی پر وہ ہنس دیں۔

"میری بچی کو تو کسی کی نظر کھا گئی ہے۔" اماں کی
آواز جانے کیوں رندھ سی گئی تھی۔ تانیہ نے بے

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ساختہ میرین کی طرف دیکھا تھا۔
"اماں ٹھیک ہو جائے گی۔" شاہ ویز نے ان کی بات سمجھے بغیر بے پروائی سے کہا تھا۔
"چلو بھئی...... گیم کھیلیں۔"
"میں نہیں کھیل رہی۔ آپ تو بندے کی برداشت سے کھیلتے ہیں۔" میرین فوراً ہی اٹھ گئی۔
"جو درمیان میں سے گیم چھوڑے گا اس کی سزا یہ ہوگی کہ وہ پکوڑے بنا کر گرما گرم چائے کے ساتھ کھلائے گا۔" شاہ ویز نے شرارت سے ہانک لگائی تھی۔
"منظور ہے...... مگر کھیلوں گی نہیں۔" میرین ہنستی ہوئی کچن کی طرف بڑھی۔ تانیہ بھی اس کی مدد کے لیے اٹھی تھی۔
"کوئی ضرورت نہیں ہے ان فضولیات کی......" ثوبیہ کمرے سے نکل آئی تھی۔ اس کی پیشانی پر شکن تھی۔
"ثمی آپی پلیز...... کیا ہو گیا ہے آپ کو؟" تانیہ چڑ گئی۔
"ہم ان کی طرح نواب نہیں ہیں کہ بیٹھے بٹھائے طرح طرح کی فرمائشیں پوری کرتے پھریں۔" وہ برہمی سے بول رہی تھی۔ شاہ ویز خفیف سا ہو گیا۔
"ثوبی...... کیا بکواس کر رہی ہو۔" اماں شرمساری سے اس پر الٹ پڑیں۔
"ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ ان کی فرمائش سے چاہے گھر کا بجٹ درہم برہم ہو جائے۔" ثوبیہ طنزیہ انداز میں بولی۔ کہہ تو وہ واقعی ٹھیک رہی تھی مگر شاہ ویز کے سامنے یہ فضول باتیں ان سب کو شرمندہ کرا رہی تھیں۔
"دفع ہو جاؤ ثوبیہ...... خبردار جو ایکدم بھی بات مزید کہی تو [illegible]" سرخ چہرہ لیے لب بھینچے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
"او کے اماں...... میں چلتا ہوں۔ مجھے ایک بہت ضروری کام ہے۔" وہ بیچاری اسے روک بھی نہ سکیں۔ بس قہربار نگاہوں سے ثوبیہ کو گھور کر رہ گئیں۔

"کتنی غیر مہذب ہو گئی ہو تم ثوبیہ...... تھڑدلی کا مظاہرہ کیا ہے تم نے۔"
"تو کیا غلط کیا ہے میں نے۔" وہ روہانسی ہونے لگی۔ "اس کی ایک دن کی خواہش کو ہمیں کتنے دنوں تک بھگتنا پڑتا تھا۔ کیا آپ نہیں جانتیں کہ کیسے گھر کا نظام چل رہا ہے؟"
"ٹھیک ہی تو ہے اماں...... آپی ٹھیک کہہ رہی ہے۔" تانیہ نے اس کی حمایت کی حالانکہ اسے ثوبیہ کا انداز بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔
"کوئی ٹھیک نہیں کہہ رہی...... کیا دو دن ہم فاقہ نہیں کر سکتے تھے؟ وہ کیا لینے آتا ہے یہاں؟ کچھ بھی تو نہیں۔ مجھے اماں کہتا ہے وہ اور میرا بیٹا ایک دن اس گھر میں کھانا نہیں کھا سکتا۔" وہ بہت جذباتی ہو رہی تھیں۔ دوپٹا آنکھوں پر رکھ کر رونے لگیں تو ایک ملال سا ثوبیہ کے اندر غبار کی صورت بھرنے لگا۔ آنکھوں کے آگے دھند سی چھانے لگی۔
وہ اماں کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کے ان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔
"اماں! میں بہت بری ہوں نا...... بہت بری ہوں میں۔"
وہ ایک دم سے رونے لگی تھی۔ اندر ایک بھانبڑ سا مچا تھا جو سرد ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اماں کا دل پگھلنے لگا۔
انہوں نے دونوں ہاتھ میں اس کا چہرہ تھام کر اس کی پیشانی چوم لی۔
"کس نے کہا تم سے پگلی...... تم تو مریم ہو میری۔ پاکیزہ اور اجلی۔" اماں کی آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔ اور بجائے اس کے کہ ان کی بات اسے صبر و قرار دیتی وہ زور زور سے رونے لگی اندر کہیں بہت گہرا دکھ اور زیاں کا احساس امڈا تھا ماحول یکدم بہت سوگوار اور بھیگا بھیگا سا ہو گیا تھا۔

* ــــ * ــــ *

اگلی شام وہ پھر موجود تھا۔
ثوبیہ نے اماں کی جذباتیت دیکھتے ہوئے سوچ لیا

UrduPhoto.com
Scanned with CamScanner

تھا کہ اب وہ ان کی باتوں میں نہیں بولے گی۔

ساری بہنیں شرمندہ سی تھیں مگر جب شاہ ویز کے کسی بھی انداز سے انہیں کچھ جتلانے کا احساس نہیں ہوا تو وہ ریلیکس ہو گئیں۔

"اور بلی ــــــ تم کیا کر رہی ہو آج کل؟ تمہاری تو میڈیکل تھی آگے۔" شاہ ویز [illegible] سے اس کے ارادے پوچھ رہا تھا۔

"جی ــــــ ایف ایس سی کلیئر کرلی ہے میں نے۔" وہ آہستہ سے بولی اب کیسے کہتی کہ ابو کے مرنے کے ساتھ ہی ان سب کے خواب بھی دفن ہو گئے ہیں۔

"کیسے مارکس آئے ہیں؟" وہ بڑی دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔

"اے ون شازے بھائی ــــــ" مہرین نے آنکھیں پھیلائیں۔

"تو فضول لڑکی آگے ایڈمشن کیوں نہیں لے رہیں۔" وہ اسے گھورنے لگا۔ وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے تمہاری نالائقی بالکل بھی پسند نہیں آئی۔ تم مارکس شیٹ اور باقی تمام ڈاکومنٹس میرے حوالے کرو۔" وہ تحکمانہ انداز میں بولا۔

"لیکن میرا دل نہیں چاہتا آگے پڑھنے کو۔" تانیہ بجھے ہوئے لہجے میں بولی تو ثوبیہ کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

"لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم پڑھو۔" وہ اسی انداز میں بولا۔

تانیہ کا دل بھر آیا۔ اس کا بھی کتنا دل چاہتا تھا کہ وہ ڈاکٹر بنے کتنے شوق سے اس نے سائنس کے مضامین رکھے تھے مگر پھر وقت نے ایسی کروٹ بدلی کہ تمام خواب بکھر گئے۔

سب خاموشی سے بیٹھے تھے مگر ان خاموشیوں میں گونجتی بے آواز سسکیاں شاہ ویز کو محسوس ہو رہی تھیں۔

"کیا کرے گی اتنا پڑھ کے ــــــ بس گھرداری سیکھے اب۔" اماں نے گویا بیٹی کی حمایت کی۔

"کمال کرتی ہیں اماں آپ بھی ــــــ ایف ایس سی بھی کوئی تعلیم ہے۔" وہ انہیں سمجھانے لگا۔

"میں نے کہا نا میرا دل نہیں کرتا آگے پڑھنے کو۔" تانیہ کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔

"[illegible] ــــــ اور وہ [illegible] دن کدھر گیا۔ وہ نعرے کدھر گئے؟" وہ صاف اس کا تمسخر اڑا رہا تھا۔ وہ بے بسی [illegible] ہونٹ کاٹ کر رہ گئی۔

شاہ ویز کا مسلسل اصرار اور تانیہ کی بے بسی و خودداری نے ثوبیہ کو چٹخا دیا اس کی رگوں میں شرارے دوڑا اٹھے تھے۔

یہ شخص اچھی طرح واقف ہے ہمارے حالات سے پھر بھی یوں آزماتا ہے۔ پتا نہیں اس کے کون سے جذبوں کو تسکین ملتی ہے۔

"اس کے وہ نعرے اور جنون ابو کے ساتھ ہی دفن ہو گیا تھا اور ہم لوگ زندگی کو سہل بنانے کے لیے جو قربانیاں دے رہے ہیں ان میں سے ایک قربانی یہ بھی ہے اب تو آپ کو تسلی ہو گئی ہو گی؟"

بے حد پراطمینان انداز میں کہتے ہوئے آخر میں وہ چبھتے ہوئے لہجے میں بولی تو شاہ ویز نے اچٹتی نگاہ اس کے بے پروا سے وجود پر ڈالی۔ سیاہ شلوار قمیص اور دوپٹے میں وہ بالوں کو کلپ میں جکڑے دمک رہی تھی۔

وہ دوبارہ تانیہ کی طرف متوجہ ہو گیا یوں جیسے ثوبیہ کی بات سنی ہی نہ ہو۔

"کل میں تمام معلومات لے کر آؤں گا تم اپنے ڈاکومنٹس ریڈی رکھنا۔"

"لیکن بیٹا اتنا خرچ ہم کیسے؟" اماں لاچاری سے بولیں تو وہ ہاتھ اٹھا کر انہیں روک گیا۔

"اماں پلیز ــــــ بیٹا ہوں میں آپ کا۔ کیا اتنا بھی حق نہیں ہے مجھے کہ اپنی بہن کے سر پر ہاتھ رکھ سکوں؟" وہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"لیکن ہمیں کوئی ضرورت نہیں کسی کا احسان لینے کی۔" وہی مخصوص لٹھ مار انداز۔ شاہ ویز نے بڑے سکون سے اس کی طرف نظر کی۔

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

"میں تم سے بات نہیں کررہا ـــــــ کیوں تائی ـــــــ منظور ہے پھر؟"

"لیکن بھائی ـــــــ چھوڑیں آپ کن چکروں میں الجھ رہے ہیں۔ چائے پئیں گے؟" تانیہ خجل سی ہو رہی تھی۔ وہ ناراض ہوگیا۔

"رہنے دو۔ وہ تو مجھے گھر میں بھی مل جاتی ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ آپ لوگ میرے اپنے ہیں مگر آج حقیقت کھل گئی ہے۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بڑے بیگانے سے انداز میں بولا۔ اماں بوکھلا گئیں۔

"ارے بیٹا ـــــــ کمال کرتے ہو شاہ ویز۔ ہم نے تمہیں کب غیر سمجھا ہے۔ وہ تو بس بیٹا دل نہیں مانتا ـــــــ"

ان کی آواز میں نمکینی گھلنے لگی تو شاہ ویز فوراً ان کے ساتھ لگ کے بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ ان کی خودداری اس احسان کے بوجھ تلے دبنے کی روادار نہیں ہوگی اور وہ خود بھی ایسا نہیں چاہتا تھا۔

"کوئی احسان نہیں کررہا میں آپ پر۔ یوں سمجھیں کہ میں اپنا روپیہ انویسٹ کررہا ہوں پانچ سال تانی کی پڑھائی کے دو سال ہاؤس جاب کے یعنی سات سال کے بعد ڈاکٹر صاحبہ میرا قرضہ اتار دیں گی ـــــــ کیسا؟" وہ چٹکی بجا کر بولا تو تانیہ بے ساختہ ہنس دی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر پھر بھی وہ ہنستی جارہی تھی۔ ثوبیہ لب بھینچے خود کو مصروف ظاہر کررہی تھی۔

"تھینک گاڈ ـــــــ" مہرین چائے لے کر آ پہنچی تھی۔ "میں تو پریشان ہورہی تھی کہ جانے کیا صورت حال ہو۔"

"ہونہہ ـــــــ ڈرپوک ـــــــ" شاہ ویز نے اس کا مذاق اڑایا تھا۔

"آج کل کے دور میں انسان ڈرپوک ہی بھلا ـــــــ کیا فائدہ بہادری دکھانے کا۔ آپی ہی کی مثال لے لیں کیا مل گیا انہیں بہادری دکھا کر ـــــــ"

"شٹ اپ ـــــــ"

مہرین اپنی ہی دھن میں مسکراتے ہوئے بول رہی تھی کہ ثوبیہ دہاڑی تھی۔ باقی سب بھی پہلو بدل رہے تھے زویا اور زرین تو معاملے ... اور الجھن ... مگر اماں اور تانیہ کو مہرین کی سادگی اور ثوبیہ کے انداز پر وہ بوکھلا گئی۔ برے لگ رہے تھے۔

"وہ ـــــــ آپی میں ـــــــ"

"تم لوگوں نے میرا جینا حرام کردیا ہے ـــــــ عورت کو بہادری کیوں نہیں دکھانی چاہیے ـــــــ کیا عورت فقط اس لیے ہوتی ہے کہ دنیا چاہے اس کے ساتھ جو بھی ... کرے ـــــــ"

اماں نے اٹھ کر ثوبیہ کو خود سے لپٹا لیا تھا جس پر جنونی سی کیفیت طاری تھی۔

"اماں یہ سب کب مجھے معاف کریں گے کب معاف کریں گے مجھے؟" وہ رو رہی تھی۔ ماحول ایک دم سے بوجھل ہوگیا تھا۔

شاہ ویز ششدر سا دیکھ رہا تھا۔ مہرین اور تانیہ نے بھی رونا شروع کردیا تھا۔ وہ بحر تحیر میں غرق تھا۔ اتنی بڑی بات تو نہیں کی مہرین نے پھر یہ سب؟

"چپ میری بچی ـــــــ بس کرو۔" اماں اسے تھپتھپا رہی تھیں۔

"چلو تانیہ ـــــــ آپی کو کمرے میں لے جاؤ۔" انہوں نے اسے تانیہ کے ساتھ اندر بھجوا دیا۔

ماحول پر عجیب سی سوگواری طاری ہوگئی تھی۔

"کیا ہوگیا اسے؟ اتنی ٹینس کیوں ہے یہ؟" شاہ ویز نے مہرین سے پوچھا تو وہ جواب دیئے بغیر چائے کا مگ اس کے سامنے ٹیبل پر رکھ کر کچن میں چلی گئی۔

"اماں پلیز ـــــــ کیا ہے یہ سب؟" وہ جھنجلایا۔

ان کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔ وہ سب جیسے سوچ کر ہی تھرا اٹھی تھیں زبان سے کیسے ادا کرتیں۔

"بس باپ کی موت کے بعد سے یہ حالت ہے اس کی۔ تم تو جانتے ہو کہ ان کی کتنی لاڈلی تھی ـــــــ نازوں سے پالا تھا انہوں نے۔ پتا نہیں کس کی نظر کھا گئی میری بختوں والی بچی کو۔" وہ شدت دکھ اور احساس زیاں سے رو دیں۔ دل کو جیسے کوئی تیز دھار آلے سے چیر رہا تھا۔

"رو مت ـــــــ ٹھیک ہوجائے گی

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

"وہ ——" شاہ ویز نے بڑے خلوص اور اپنائیت سے انہیں تسلی دی تھی۔

رات کو سونے سے پہلے مہرین نے ڈرتے ڈرتے ثوبیہ کے کمرے کا رخ کیا۔

"آپی —— آئی ایم سوری۔" اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ ثوبیہ نے آنکھوں پر سے بازو ہٹا کے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"آپی میں —— میں انہیں کچھ بتانے تو نہیں لگی تھی —— میں تو بس بائی داوے بات کر رہی تھی —— سوری آپی۔ آپ ہرٹ ہوئیں۔"

وہ ثوبیہ کے پاس بیٹھی اور کمال عاجزی سے کہتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔ ثوبیہ نے بے اختیار کھینچ کر اسے گلے سے لگا لیا تھا۔

* * *

اور پھر شاہ ویز نے اپنا کہا پورا کر دکھایا اس نے میڈیکل کالج میں ثانیہ کا ایڈمشن کروا دیا تھا بلکہ ساتھ ہی ٹیوشن کا بندوبست بھی کر دیا۔

"اماں خدا کے لیے —— خدا کے لیے بند کردیں اس سلسلے کو ابھی سے —— آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ —— اگر اسے کسی بات کی بھنک بھی پڑ گئی تو ——" وہ تھکے تھکے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"میں کیا کروں ثوبیہ —— کچھ بھی تو سجھائی نہیں دیتا مجھے۔ راتوں کو چونک چونک کے اٹھ بیٹھتی ہوں ہر وقت دل کو دھڑکا لگا رہتا ہے۔ اسی دن کے لیے تو مائیں خدا سے بیٹوں کی دعا کرتی ہیں۔ پیچھے نظر مارتی ہوں تو ماں باپ بھی بوجھ دکھائی دیتے ہیں۔ آگے دیکھتی ہوں تو کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ میں نہ رہی تو کیا کرو گی تم

وہ گلوگیر لہجے میں بول رہی تھیں۔ ثوبیہ ان کی گود میں سر رکھ کر کارپٹ پر بیٹھی تھی انہوں نے جھک کر اس کی صبیح پیشانی چوم لی۔ کتنے ہی آنسو ان کی آنکھوں سے چھلک کر اس کے سیاہ بالوں میں جذب ہو گئے تھے۔

"اماں —— اماں میں بہت بری ہوں نا۔ میں نے کبھی آپ کا کہنا نہیں مانا۔ آپ ہمیشہ مجھے سمجھاتی تھیں ہمیشہ مجھے کہتی تھیں کہ ثوبیہ بعض باتوں میں چشم پوشی یا نظر اندازی اچھی ہوتی ہے مگر —— مگر میں نے کبھی آپ کی بات نہیں سنی —— کتنی بڑی سزا ملی ہے مجھے اماں —— اور —— کتنی بڑی ——" وہ بے آواز روتی جا رہی تھی۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف کر رہی تھی۔

"وہ غفور الرحیم ہے۔ انصاف کرے گا۔ میری بختوں والی بیٹی کا بھی انصاف کرے گا۔" اماں کے انداز میں یقین اور پختگی تھی۔

"مت کہا کریں مجھے بختوں والی —— اماں کیا اب بھی آپ کو میری تیرہ بختی کا یقین نہیں آیا؟" وہ عجیب بے بس سے انداز میں سر اٹھا کر انہیں دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے بے اختیار اسے چوم لیا۔

"نہ کیا کر ایسی باتیں ثوبی میرا کلیجہ کٹنے لگتا ہے۔"

"اماں! آپ پھر شاہ ویز کو منع کر دیں کہ وہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے ہمیں کسی کے احسان کی ضرورت نہیں ہے —— کل ساری رات میں جاگتی رہی ہوں۔ ثانیہ کیا سوچ رہی ہوگی میرے متعلق کہ میں اس کی پڑھائی کا خرچ بھی نہیں اٹھا سکتی؟ —— میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں مر جاؤں میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ کچھ بھی نہیں۔ آج تک کیا دیا ہے میں نے آپ کو فقط نافرمانی اور بدتمیزی کے —— پتا نہیں خدا مجھے کیوں زندہ رکھے ہوئے ہے اماں —— میں جینا نہیں چاہتی۔ لوگ بہت برے ہیں اماں یہ دنیا گدھوں سے بھری ہوئی ہے عورتوں کو نوچ کے کھانے والے گدھ، میں تو مٹی ہو گئی ہوں۔ کچھ بھی نہیں رہی میں بہت تھک گئی ہوں اماں —— روزانہ اتنے سارے لوگوں کی کھوجتی ہوئی آنکھوں کا سامنا کرنا بہت مشکل ہے میرے لیے۔ میں بس مرجانا چاہتی ہوں مگر آپ لوگ مجھے مرنے نہیں دیتے۔ آپ لوگوں کی محبت میرے جسم سے سانس کی ڈوری ٹوٹنے نہیں دیتی۔ میں

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

"کیا کروں اماں میرا تو پورا وجود آبلہ بن چکا ہے۔"
وہ سسک رہی تھی اس کے ٹوٹے ہوئے لہجے میں ہار، شکستگی، تھکن، بے بسی کیا کچھ نہیں تھا۔ وہ بے بسی سے آنسو بہاتی اس کی دل چیرنے والی باتیں سنتی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سہلاتی رہی تھیں۔ ابیہا نے تھک کر جلتی آنکھوں کو موند لیا۔

* ـــــ * ـــــ *

اماں کی طبیعت بے حد اچانک خراب ہو گئی۔ جانے وہ کن سوچوں میں کھوئی رہتی تھیں دل پہ کون کون سے بوجھ لیے ہوئے تھیں۔ ان کا بی پی شوٹ کر گیا تھا ابھی فقط تانیہ ہی کالج سے لوٹی تھی۔ اماں کو بخار میں جلتا دیکھ کر اس کے ہاتھ پیر پھولنے لگے مگر اس نے اوسان بحال رکھتے ہوئے پڑوس میں جا کر شاہ ویز کو فون کیا۔

ذرا سی دیر میں وہ موجود تھا۔ اماں کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا کر اس نے گاڑی میں لٹایا تھا۔

"میں بھی چلوں گی ساتھ۔" تانیہ تالے لگاتی پیچھے بھاگی تو وہ ٹھٹکا۔

"یہ حال ہے مستقبل کی ڈاکٹر کا۔۔۔۔۔"

"پلیز شازے بھائی۔۔۔۔۔" وہ رو پڑی۔

"چلو۔۔۔۔۔ بیٹھو گاڑی میں۔" اس نے فوراً ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

"میں ذرا ساتھ والوں کو چابیاں دے آؤں۔" وہ فوراً بھاگی تھی۔

ثوبیہ گھر پہنچی تو وہاں فقط زرین اور زوبیہ تھیں۔ پہلے تو اسے علم نہیں ہوا وہ سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ مہرین ویسے ہی آج پریکٹیکل کی وجہ سے لیٹ تھی۔

"آپی۔۔۔۔۔ اماں کہاں ہیں۔۔۔۔۔؟" زرین نے اس [illegible] چونک گئی پھر تیزی سے پوچھنے لگی۔

UrduPhoto.com

"کیا مطلب۔۔۔۔۔ کہاں ہیں اماں۔۔۔۔۔ اور یہ تالی کدھر ہے؟"

"پتا نہیں۔ ہم دونوں آئیں تو باہر تالا لگا تھا۔ چابیاں آنٹی ثروت کے ہاں تھیں؟"

"او خدایا۔۔۔۔۔" وہ سن ہو گئی۔

"انہوں نے بتایا کہ وہ لوگ کہاں گئی ہیں؟"

زرین نے نفی میں سر ہلایا تو اس کے قدموں تلے سے زمین سرکنے لگی۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا [illegible] بہت آہستگی سے دیوار کا سہارا لیا تھا۔ یہ وقت تو تانیہ [illegible] کا تھا۔ آتے ہی وہ اماں کے ساتھ کہاں چلی گئی بغیر کچھ بتائے۔ اس کی زرد پڑتی [illegible] بھی گھبرا گئیں۔

"آپی۔۔۔۔۔ اماں اور تانی آپا کہاں گئی ہیں؟"

زوبیہ کی سہمی ہوئی آواز نے اسے چونکا دیا۔ اتنے سرد موسم میں بھی اس کی پیشانی پر پسینہ چمک اٹھا تھا۔

"پتا نہیں۔۔۔۔۔ میں ثروت آنٹی سے پتا کرتی ہوں۔"

وہ تیزی سے باہر نکلنے لگی تبھی ڈور بیل بجی تھی۔ وہ تیز قدموں سے دروازہ کھول کر برآمدے میں نکلی اور جا کر گیٹ کھولا۔

شاہ ویز اماں کو تھامے ہوئے تھا اور تانیہ بھی ساتھ تھی۔

"کہاں چلی گئی تھیں آپ؟ ذرا بھی احساس نہیں آپ کو کہ ہم لوگ کتنے پریشان ہوں گے۔"

اس کے یوں بنا کچھ سوچے پھٹ پڑنے پر شاہ ویز نے ناگواری سے اسے دیکھا اور اماں کو لیے اندر داخل ہوا۔ ان کی خاموشی پر ثوبیہ تپ اٹھی۔

"کہاں گئی تھیں تم لوگ؟"

اندر پہنچتے ہی وہ تانیہ سے الجھنے لگی۔ شاہ ویز تانیہ کے بولنے سے پہلے ہی بول اٹھا۔

"تانیہ تم اماں کو کمرے میں لے کر جاؤ۔"

ثوبیہ لب بھینچ کر رہ گئی۔ تانیہ کے جاتے ہی وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"اب پوچھو کیا پوچھنا ہے؟" وہ بہت اطمینان سے بولا۔ ثوبیہ نے تیز نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"مجھے آپ سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

"مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔" وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔ "اماں کی طبیعت بہت خراب تھی ابھی ہم اسپتال سے آرہے ہیں۔"

وہ بیساختہ بولی۔ "اماں کو کیا ہوا ہے؟"

"اب وہ ٹھیک ہیں۔" شاہ ویز فوراً بولا تھا۔ "لیکن متواتر ٹینشن سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ برین ہیمبرج۔۔۔۔۔" وہ آہستہ سے بولا تو ثوبیہ نے خائف ہو کر نفی میں سر ہلایا اور اماں کے کمرے کی طرف بھاگی۔

اماں آنکھیں موندے لیٹی تھیں اور تانیہ ان کا سر دبا رہی تھی۔ وہ اماں کے پاس بیٹھ گئی اور ان کا بخار سے تپتا ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر رو دی۔

"آپی ٹھیک ہیں اب اماں۔" تانیہ نے اسے تسلی دی تھی۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔۔۔۔؟" وہ رندھی ہوئی آواز میں پوچھنے لگی تو تانیہ نے اسے بتایا۔

"بس یہی کہا ڈاکٹر نے کہ انہیں پریشانیوں سے ذہنی ٹینشن سے بچائیں۔ خوش رکھیں۔۔۔۔۔ اور بس میرے سامنے تو یہی بات ہوئی تھی۔ باقی ساری ڈسکشن شازے بھائی نے کی تھی۔"

"میں اماں کے لیے دلیا بناتی ہوں اور تمہارے لیے بھی یہیں کھانا بھجوا دیتی ہوں۔" ثوبیہ اٹھ کھڑی ہوئی تو تانیہ نے اسے منع کر دیا۔

"رہنے دو آپی ابھی تھکی ہوئی آئی ہو۔ میں خود ہی نکال لوں گی کھانا۔ البتہ شازے بھائی کو چائے بنا دینا۔ بہت ارجنٹ بلایا تھا فون کر کے آفس سے میں نے۔"

اس نے آخر میں بڑے ملتجیانہ انداز میں کہا تو وہ خاموشی سے باہر نکل آئی۔ ایک نظر لاؤنج پر ڈالی جو ڈرائنگ روم کا کام بھی دیتا تھا۔

زوبیہ اور زرین ہمیشہ کی طرح اپنا ہوم ورک لے کر بیٹھی تھیں۔

UrduPhoto.com

"آپی کھانا نہیں ملے گا کیا؟" زوبیہ کو بھوک نے ستایا تھا۔

"وہی دیکھنے لگی ہوں میں۔۔۔۔۔" وہ کچن کی

Please register!

خفگی۔

طرف بڑھی پھر وہ ڈور بیل کی آواز پر چونکی۔

مہرین ہوئی۔ "اس نے زوبیہ سے کہا تو شاہ ویز اٹھا۔

"میں دیکھتا ہوں۔" وہ گیٹ کھولنے چل دیا۔

ثوبیہ نے پتیلیوں میں جھانکنا شروع کیا۔ ابلے ہوئے چاول اور کالے چنے موجود تھے اس نے سالن گرم کرنے کے لیے برنر جلا دیا اور فریج چیک کرنے [illegible] چٹنی کے بغیر کھانا نہیں [illegible] بتائی تھیں اسے مایوسی [illegible] پودینے اور دہی کی چٹنی اور ساتھ سلاد موجود تھا۔

[illegible] مہرین ہو کر وہ اماں کے لیے دلیا بنانے لگی ساتھ ہی ٹرے میں چاول نکالے اور ڈونگے میں سالن ڈال کر زرین کو آواز دی۔

"السلام علیکم آپی۔" مہرین کچن میں آئی تھی۔

"آ گئی تم۔۔۔۔۔ یہ جلدی سے باہر لے جاؤ اور ٹیبل پر رکھو۔ سب بھوکے بیٹھے ہیں۔" اس نے دلیے میں چینی ڈال کر چمچہ ہلاتے ہوئے اسے ہدایت کی تو وہ سر ہلا کر چاولوں والی ٹرے اٹھائے نکل گئی۔

تبھی ثوبیہ کو چائے کے متعلق تانیہ کی یاددہانی یاد آئی تھی۔ اس نے قدرے سوچنے کے بعد گہرے سانس لے کر کیتلی میں پانی ڈال کر چولھے پر رکھ دیا۔

"آپی آپ بھی آجائیں۔۔۔۔۔" مہرین پانی کا جگ لے جاتے ہوئے بولی تو اس نے کہا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے اور سنو۔۔۔۔۔ فریج میں چٹنی اور سلاد بھی ہے وہ بھی لے جاؤ۔"

"اچھا۔۔۔۔۔" مہرین سر ہلا کر باہر نکل گئی وہ پلیٹ میں دلیا نکالنے لگی وہ دلیے میں چمچہ ہلاتی ٹھنڈا کرتی اماں کے کمرے کی طرف بڑھی تو اس نے دیکھا کہ شاہ ویز بھی بڑی بے تکلفی سے کھانا کھا رہا تھا۔ تانیہ بھی موجود تھی۔

"تانی! میں نے چائے دم پر رکھ دی ہے۔۔۔۔۔ نکال لینا۔"

وہ تانیہ کو ہدایت کرتی اماں کے پاس چلی آئی۔ شاہ ویز نے گہری نگاہ اس کے سراپا پر ڈالی تھی۔

"اتنی تھکی ہوئی آئی ہے تمہاری آپی اور تم ہو کہ..."

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

نے اسے کام پر لگا رکھا ہے۔" شاہ ویز نے تانیہ کو گھورتے ہوئے ملامت کی تھی۔

"میں تو ابھی آپ کے ساتھ آئی ہوں اور مہرین بھی ابھی آئی ہے۔" اس نے فوراً صفائی پیش کی۔

"پھر بھی وہ تھکی ہوئی ہے۔ تم لوگوں کو اس کا دھیان رکھنا چاہیے' میرے خیال میں تو اس نے کھانا بھی نہیں کھایا۔" شاہ ویز نے نرمی سے [illegible] استفہامیہ انداز میں انہیں دیکھنے لگا۔ مہرین نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"میں آپ کے لیے چائے لاؤں۔" تانیہ اٹھی تھی مگر شاہ ویز نے اسے منع کر دیا۔ وہ خفگی سے بولی۔

"کمال ہے آپی نے صرف آپ کے لیے چائے بنائی ہے آپ ہیں کہ......"

اماں کے کمرے سے نکلتی ثوبیہ نے تانیہ کی بات سنی تو جز بز ہو کر رہ گئی۔ شاہ ویز بے ساختہ مسکرایا تھا۔

"پھر تو ضرور پیوں گا...... جلدی سے لاؤ۔"

ثوبیہ گلاس میں پانی لے کر پھر کمرے میں چلی گئی۔

اس نے چائے کا ہر گھونٹ امرت سمجھ کر اندر اتارا تھا۔ پھر وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اماں سے مل لوں۔ ویسے بھی آفس میں کسی کو خبر نہیں کہ میں کہاں ہوں حتیٰ کہ میرا موبائل بھی جلدی میں وہیں ٹیبل پر رہ گیا تھا۔"

"اور بھائی ذرا آپی کو اماں کی دوائی کا ٹائم ٹیبل بھی بتا دیجیے گا۔" تانیہ نے برتن سمیٹتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلا کر اماں کے کمرے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھولتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔ وہ اماں کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔

"میں بہت کمزور ہو چکی ہوں۔ اب میں آپ کو نہیں کھونا چاہتی۔ اماں آپ کے سوا ہمارا ہے ہی کون۔" اس نے روتے ہوئے اماں کا ہاتھ ہونٹوں سے لگا [illegible] اماں کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔

"میں...... بالکل ٹھیک ہوں ثوبی۔ کیوں پریشان ہو رہی ہے۔" اماں کی آواز نقاہت سے پُر تھی۔

شاہ ویز اندر داخل ہو کر کھنکارا تو وہ جلدی سے پونچھی رخ موڑے موڑے دوپٹے سے چہرہ رگڑنے لگی۔

"آپ کب تک اماں کو یوں پریشان کرتی رہیں گی۔ اب تو آپ خاصی بڑی ہو گئی ہیں۔" وہ بالکل سنجیدہ تھا۔ اگر وہ روئی ہوئی نہ ہوتی تو اسے جواب ضرور دیتی۔ اماں نے فوراً اس کی سائیڈ لی۔

"نہیں شاہ ویز [illegible] تو میری سب سے [illegible] بات نظر انداز کرتے ہوئے [illegible] تنگ نہیں کرتی؟" وہ اماں کی [illegible] سے مخاطب تھا۔

"میں [illegible] کیا کہا تھا؟ جتنی احتیاط تم لوگوں کے بی پی ہو بیز میں ہو گی اتنا ہی اچھا ہے۔"

"میں کچھ نہیں کر رہی تھی۔" وہ فوراً چڑ گئی۔ شاہ ویز اپنی مسکراہٹ دبا گیا۔

"اچھا اماں اب میں چلتا ہوں...... اور کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟" وہ اماں کے آگے جھکا تھا۔ اماں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا دی۔

"بس بیٹا...... خوش رکھے خدا تمہیں۔"

"یہ میڈیسن دھیان سے دینا انہیں......" شاہ ویز کا تابعدارانہ انداز اسے چڑا گیا۔ وہ فوراً اس کی بات کاٹ گئی۔

"نسخے میں لکھا ہوا ہے' میں پڑھ چکی ہوں۔"

"او کے......" وہ اس کے انداز پر محظوظ ہوا پھر اسے دیکھتے ہوئے سادگی سے بولا۔

"ویسے چائے بہت اچھی بنائی تھی تم نے...... تھینکس فار دس کائینڈنیس"

وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔ شاہ ویز خدا حافظ کہتا چلا گیا۔

"کتنا نیک بچہ ہے......" اماں کے انداز میں حسرت نمایاں تھی۔ ثوبیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"کتنی ناشکری کی تھی ہم نے...... کتنے مان اور شوق سے اس نے تمہارے لیے بات کی تھی مگر میں نے پہلو بچا لیا۔ کس قدر ناامید ہو کر گیا تھا...... اگر اسی وقت تمہیں بیاہ دیتی تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔"

اماں کی آنکھوں کے کنارے بھیگ رہے تھے۔

ثوبیہ بت بنی بیٹھی تھی۔

"خود کو الزام مت دیں اماں...... خدا نے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

میری قسمت ایسی ہی لکھی تھی۔"
وہ فوراً خود کو سنبھال کر سپاٹ لہجے میں بولی اور شاپر میں سے دوائیاں نکالنے لگی۔ اماں نے آہ بھر کے آنکھیں موندلی تھیں۔ وہ اماں کو دوائی کھلانے کے بعد کمرے میں چلی آئی۔
آج پھر سے اس کے دل میں خوف سا بھرنے لگا تھا۔
خدانخواستہ اگر اماں کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔۔۔؟
وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے ٹھوڑی گھٹنوں پر ٹکائے چپکے چپکے رونے لگی۔
"ابو کتنی جلدی آپ چلے گئے۔ کتنی جلدی ہمت ہار دی آپ نے۔۔۔۔۔ مرنا تو مجھے چاہیے تھا جس کی ناموس کو پامال کر دیا گیا۔ نسوانیت کی توہین کی گئی۔ میری انا کو میری عزت نفس کو کچلا گیا تھا۔۔۔۔۔ میں کیوں نہیں مر گئی۔۔۔۔۔ آپ کی تو ابھی سب کو ضرورت تھی۔ میں بہت تھک گئی ہوں ابو۔۔۔۔۔ بہت تھک گئی ہوں۔ اندر سے ریزہ ریزہ ہو گئی ہوں مگر۔۔۔۔۔ مگر اماں اور بہنوں کا خیال بکھرنے نہیں دیتا۔۔۔۔۔ کتنی دفعہ میں نے کوشش کی کہ اس شرمناک زندگی سے ناتا توڑ لوں مگر۔۔۔۔۔ ہر دفعہ میرا حوصلہ جواب دے گیا۔ خوف سے نہیں اس خیال سے کہ میں تو برباد ہو ہی گئی ان معصوموں کا کیا قصور ہے۔ انہیں میں یوں رلنے کے لیے کیسے چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ کل کو پھر کوئی "ثوبیہ" بن گئی تو؟
یا خدا۔۔۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔۔۔ میں چہرے پر طمانیت و سکون کا ماسک لگائے لگائے تھک گئی ہوں۔ طنزیہ باتیں تمسخرانہ نگاہیں روزانہ میرے وجود کو چھلنی کرتی ہیں۔۔۔۔۔ میں اس دنیا سے لوگوں سے چھپ جانا چاہتی ہوں۔ میں مرجانا چاہتی ہوں۔"
اس [illegible] ہو رہا تھا کہ اسے اپنے مرنے کی خواہش کی شدت سے خوف آنے لگا۔ اسے یوں لگا جیسے چند لمحوں تک اگر اس نے اس بارے میں مزید سوچا تو شاید وہ واقعی کچھ کر بیٹھے گی۔ اس نے بے ساختہ مہرین کو آواز دی تھی۔
"جی آپی۔۔۔۔۔ آرہی ہوں۔" تبھی اس نے تھوڑی دیر میں مہرین وہاں موجود تھی۔ اس نے مہرین کو لائٹ جلانے سے روک دیا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ لوگ پریشان ہوں۔
"ایک کپ اچھی سی چائے بنادو مجھے۔۔۔۔۔ تمہیں کوئی پرابلم ہو تو مجھ سے پوچھ لینا۔ [illegible] زوبیہ کا ہوم ورک چیک کر لینا۔" ثوبیہ گویا اپنا دھیان بٹا رہی تھی۔
"زوبیہ اور [illegible] کا ہوم ورک میں نے چیک کر لیا ہے۔۔۔۔۔ آپی [illegible] ہیں۔" کیا بخار تو نہیں
اندھیرے میں وہ ٹھیک طرح سے ثوبیہ کا چہرہ تو نہیں دیکھ پائی البتہ آواز میں گھلی نمی اسے کھٹک گئی۔ وہ بچی نہیں تھی دسویں جماعت کی طالبہ تھی۔ سادگی اور الہڑپن کے ساتھ ساتھ وہ حساس بھی بہت تھی۔
"نن۔۔۔۔۔ نہیں۔ بس ذرا سر میں درد تھا۔ تم جلدی سے چائے بنا کر لاؤ۔" ثوبیہ نے انگلیوں سے کنپٹیاں دبائیں۔ لہجہ نارمل رکھا۔ تو وہ شانے اچکا کر پلٹ گئی۔ اس نے گہری سانس اندر کھینچ کر باہر نکالی تھی۔
"یا خدا۔۔۔۔۔ میری سوچ کو اعتدال بخش۔۔۔۔۔"

☼ ۔۔۔۔۔ ☼ ۔۔۔۔۔ ☼

وہ خوشبوؤں میں بسا گاڑی کی چابی لہراتا سیٹی پر انگلش نمبر کی دھن بجاتا سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ جب مام نے اسے پکار لیا۔
"شاوی۔۔۔۔۔ کم ہیئر۔۔۔۔۔"
وہ گہری سانس لے کر لاؤنج میں چلا آیا۔
"یس مام۔۔۔۔۔"
"کہاں جا رہے ہو اس وقت تم؟" مام نے جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔
"خیریت مام۔۔۔۔۔؟" وہ صوفے کی پشت پر ہاتھ جما کر جھکا۔
"ہم تو خیریت ہی سے ہیں۔ تم اپنی بات کرو۔ کوئی نئی فرینڈ بنالی ہے کیا؟" انہوں نے بڑے تیکھے لہجے میں

UrduPhoto.com
Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

پوچھا تھا وہ چند ثانیوں تک انہیں دیکھتا رہا۔
"میں پھر پوچھوں گا کہ خیریت......؟"
ان کے سابقہ انداز پر وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔
"جو میں نے پوچھا ہے پہلے اس کا جواب دو۔" مام تحکمانہ لہجے میں بولی تھیں۔
"مام پلیز...... میرا موڈ مت آف کریں۔ نہ تو میں آپ کے اس قدر کیئرنگ بی ہیویئر کا عادی ہوں اور نہ ہی جواب دہ ہوں کسی کے سامنے اس لیے آپ کے سوال کا جواب بھی نہیں دوں گا۔" وہ سیدھا ہو گیا اس کے سپاٹ انداز پر مام نے غصے سے اسے دیکھا۔
"ہوتے کہاں ہو تم؟ آفس میں کسی کو بھی تمہارے آنے، جانے کا پتا نہیں ہوتا۔ موبائل تم اتنے عرصے تک آف رکھتے ہو جب تک آفس میں نہیں ہوتے۔" مام کے خفگی اور غصیلے انداز پر وہ لب بھینچے چند ثانیوں تک انہیں دیکھتا رہا پھر قدرے توقف سے انہیں جانچتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔
"میں تو ہمیشہ سے ایسے ہی کرتا ہوں۔ آئی ڈونٹ انڈر اسٹینڈ کہ آپ کو میرے بارے میں فکر کب سے اور کیوں ہونے لگی ہے۔"
"اٹس اینف شاہ ویز......" مام بھڑک کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ "ہوش ہے تمہیں کہ کیا کہہ رہے ہو۔"
"آئی نو ویری ویل......" وہ بے حد سکون سے مام کا بی پی ہائی کر رہا تھا۔
"تم بہت بگڑ گئے ہو۔ تم سے اب تمہارے ڈیڈ ہی بات کریں گے۔"
وہ ساڑھی کی فال سنبھالتی غصے سے گویا اسے دھمکاتے ہوئے اس کے قریب سے گزرتی باہر نکل گئیں۔ ذرا دیر میں گاڑی کے چلنے کی آواز آئی تھی۔ وہ بھی [illegible] صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا اور سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ اس کے جبڑے بھینچے ہوئے تھے اور ذہن سلگ رہا تھا۔
"اب کیا فائدہ اس قدر توجہ دینے کا مام...... جس قدر مجھے بگڑنا تھا بگڑ چکا۔ سود و زیاں کا حساب اب کیوں؟ ساری عمر میں آپ کی ذرا سی توجہ کے لیے ترستا رہا۔ سارا بچپن میں نے گورنس کے ٹھنڈے ممتا سے محروم سینے سے لگ کے یا اندھیرے میں ڈوبے کمرے کی خوفزدہ کر دینے والی تنہائی میں گزارا ہے۔ آپ کی لوری کی جگہ خوف میں ڈوبی اپنی سسکیاں سنتا رہا ہوں میں۔ آپ نے تو زندگی اپنے لیے گزاری ہے مام...... پھر مجھ پر پابندیاں کیوں...... اٹس مائی لائف اور میری زندگی کا اور فیصلہ میں آپ کو کرنے کی پرمشن نہیں دے سکتا۔ نیور ایور۔"
اس کا موبائل بج رہا تھا وہ چونک کر سیدھا ہوا۔ آنکھوں میں سرخی سی اتر آئی تھی اس نے موبائل سنبھالا۔ دوسری طرف مام کو پا کر وہ کوفت کا شکار ہونے لگا۔
"تم نے میرا اس قدر موڈ خراب کر دیا تھا کہ میں تم سے اصل بات کر ہی نہیں پائی۔ اینی وے...... ڈنر پر آج مسٹر اینڈ مسز آفندی اور تزئین انوائیٹ ہیں۔ تمہیں ہر صورت میں آٹھ بجے تک گھر موجود ہونا ہے۔"
"آئی ایم سوری مام میں......"
وہ انہیں صاف جواب دینے لگا تھا کہ وہ اس کی بات کاٹ گئیں۔
"یہ تمہارے ڈیڈ کا آرڈر ہے۔ آئی ایم ناٹ انوالوڈ۔" ان کا لہجہ طنز سے بھرپور تھا۔ وہ چاہتا تو اسی وقت معاملہ ختم کر دیتا مگر ایک سوچ سی اس کے ذہن میں لہرائی جس کی وجہ سے اس نے اندر امڈتے الفاظ کا گلا گھونٹ دیا تھا۔
"آئی ول سی......" وہ رکھائی سے بولا اور موبائل بند کر دیا۔
ذہن جیسے تپتی ہوئی بھٹی بننے لگا تھا۔ وہ مضطرب سا اٹھ کھڑا ہوا اور تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھا...... مخصوص براؤن گیٹ کے سامنے پہنچتے ہی جیسے تمام خیالات جھاگ کی طرح بیٹھ گئے تھے۔ اتوار کی چھٹی کی وجہ سے سبھی گھر میں موجود

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

تھیں۔ اماں کی طبیعت اب بہت بہتر ہو گئی تھی۔ تانیہ کے بتانے پر وہ اماں کے کمرے میں چلا آیا۔

انہوں نے بہت پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کی پیشانی چومی تھی۔ ایک ٹھنڈک سی شاہ ویز کے اندر اترتی چلی گئی۔ ساتھ ہی شدید بے قراری نے اسے گھیر لیا۔

"اماں! میری ماں کیوں نہیں ایسی۔۔۔۔۔ آپ جیسی۔ اتنی چاہت۔۔۔۔۔ اتنا پیار اور توجہ دینے والی۔"

اس کی جذباتیت اماں کو حیران کر گئی۔ وہ مضطرب تھا۔

"اماں میں بہت تھک گیا ہوں۔۔۔۔۔ ساری عمر محبتوں کو تلاش کرتے ہوئے گزری ہے میری مگر ہمیشہ نامراد رہا ہوں۔ آپ سے محبت ملی ہے تو ساری عمر کی کمی جیسے پوری ہونے لگی ہے مگر پھر سوچتا ہوں کہ کب تک۔۔۔۔۔ کب تک آپ لوگ مجھ سے یوں روابط رکھیں گے۔۔۔۔۔ اماں۔۔۔۔۔ اماں آپ مجھے ہمیشہ کے لیے کیوں نہیں اپنا لیتیں۔۔۔۔۔ کیوں نہیں اپنا بیٹا بنا لیتیں۔۔۔۔۔ یا صرف سمجھتی ہی رہیں گی۔" وہ ایکدم سے ان کے پیروں پر ہاتھ رکھے ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ اماں سے کوئی بات کرنے کی غرض سے آئی ثوبیہ کا دل جیسے رک سا گیا تھا۔ رگوں میں سنسناہٹ دوڑنے لگی۔ اس کی سماعت نے شاہ ویز کی دیوانگی کا ایک ایک حرف سنا تھا۔ وہ دروازے ہی سے پلٹ گئی۔

کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ دروازے سے پشت ٹیک کر کھڑی ہو گئی۔

"یا خدا۔۔۔۔۔ میری آزمائش کب۔۔۔۔۔ کب تک میں ہر ایک کو یہ برہنہ حقیقت۔۔۔ رہوں گی۔۔۔ [illegible] عشق بنا لکھا رہے گا۔۔۔۔۔ کب تک میں یونہی ان میں الجھی رہوں گی۔۔۔۔۔"

اس کے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔

"آپی۔۔۔۔۔ کھانا بن گیا ہے آجائیں۔" ثوبیہ

کی آواز آئی تھی۔ ساتھ ہی دروازہ کھٹکھٹایا گیا تھا۔ اگر وہ دروازے کے آگے کھڑی نہ ہوتی تو وہ کھل گیا ہوتا۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے بولٹ چڑھایا تھا اور آگے بڑھ کر کرسی میں دھنس گئی۔ اس حادثے نے پہلے والی ثوبیہ کو اس کے اندر ہی کہیں مار دیا تھا۔ اس منحوس حادثے کے بعد کوئی رات ایسی نہیں گزری تھی جب [illegible] اس کی پلکیں خشک رہی ہوں [illegible] اس نے اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کرنے کے لیے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ کا خول چڑھا لیا تھا [illegible] مگر ماں اور بہنوں کے لیے وہ اپنے وجود کی بوسیدہ عورت گویا ایک لاشے کو گھسیٹ رہی تھی۔ اس نے تھک کر جلتی آنکھیں موند لیں۔ آنسوؤں سے اس کا چہرہ بھیگ رہا تھا۔

رات کے کھانے پر وہ کمرے سے باہر نکلی تھی۔ شاہ ویز جانے کب کا جا چکا تھا۔

"تم نے دوپہر کا کھانا کیوں نہیں کھایا؟"

اماں نے خفگی سے اسے دیکھا تو وہ نظریں چرا گئی مگر اس کی آنکھوں کی لالی تمام کہانی سنا رہی تھی۔ ان کے دل کو جیسے کوئی چیرنے لگا۔ دکھ قطرہ قطرہ اندر اترنے لگا تھا۔ وہ اسے ساتھ لے کر اپنے کمرے میں آ گئیں۔

"کیوں بند ہو کے بیٹھ جاتی ہو یوں کمرے میں۔۔۔۔۔ بہنوں کے ساتھ بیٹھا کرو۔"

انہوں نے دکھ کو دباتے ہوئے اس کے الجھے ہوئے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرا۔ وہ ان کے گھٹنوں پر سر رکھے ان کے قدموں میں بیٹھی تھی۔ آنکھوں کے کناروں تک آنسو خود بخود آ گئے۔

"اماں۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ مجھے شرم آتی ہے ان سب میں بیٹھتے ہوئے۔"

اماں کا دل کٹ کر رہ گیا انہوں نے تڑپ کر دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ بھر کے اس کی پیشانی چوم لی۔

"نہ کیا کرو ایسی باتیں ثوبیہ۔۔۔۔۔ نہ سوچا کرو یہ فضولیات۔۔۔۔۔"

"اماں۔۔۔۔۔" وہ ان کی گود میں منہ چھپا کے روئی تو ان سے بھی آنسو ضبط کرنا محال ہو گئے۔

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جو بھی ہوا
"سب ٹھیک ہو گیا ہے ثوبیہ ——— خدا کی رضامندی سے ہوا ہے اور اب تو دکھ کے دن بیت گئے ہیں۔ سکھوں بھری راہ گزر ہے آگے۔" اماں کی باتیں اس کے اندر بھونچال پیدا کرنے لگیں۔

"وہ اگر کچھ لیتا ہے تو دیتا اس سے زیادہ ہے میری جان! بس سمجھا لو اپنے دل کو کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔" اماں گلوگیر لہجے میں بولیں تو وہ شاکی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"اماں ——— یہ سب تو میں مر کے ہی بھول پاؤں گی۔"

"ایسا نہیں کہتے ثوبیہ ———"

"بس میری جان سمجھ لو کہ اب خدا تمہیں نوازنے لگا ہے۔ دکھوں کا دور ختم ہو گیا ہے ———" انہوں نے بہت ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے چادر سے آنکھیں خشک کی تھیں۔

"میری زندگی میں اب خوشیاں کہاں اماں؟" وہ رو رو کر تھک گئی تھی۔ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی تو اماں دل مسوس کر رہ گئیں۔

"آج شاہ ویز نے پھر مجھ سے تمہارے لیے بات کی ہے۔"

انہوں نے دھماکا کر دیا تھا۔ وہ چند ثانیوں تک غیر حاضر دماغی کیفیت میں یونہی بیٹھی رہی پھر اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"سچ کہہ رہی ہوں ثوبی ——— بہت نیک بچہ ہے اور تمہارے لیے بہت مخلص بھی ہے۔ محبتوں کو ترسا ہوا ہے۔ یوں سمجھو خدا نے تمہارے صبر و ضبط اور تکلیفوں کا انعام بھیجا ہے۔"

"اماں ———" وہ تیز لہجے میں انہیں ٹوک گئی۔ "میرا اب دل ہی نہیں ٹوٹا ——— بلکہ پہلے تو شاید کبھی میں مان بھی جاتی مگر اب تو قیامت تک نہیں۔" اس کی آواز میں تلخی گھلی ہوئی تھی۔

"اتنی عجلت میں فیصلہ مت کرو ثوبیہ ——— ساری عمر پڑی ہے بچی آگے۔" اماں نے گویا اس کی منت کی تھی۔

"گزر جائے گی اماں ——— خدا نے اتنی آزمائشیں ڈالی ہیں کہ اب ان سے ڈر لگنا بھی ختم ہو گیا ہے۔" وہ ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اماں نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے سامنے بستر پر بٹھا لیا۔

"ہوش اور عقل سے کام لو ثوبیہ ——— چار بہنیں بیاہنے پر ... (واضح نہیں) ... اور جیسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا اور ——— پھر پتا نہیں ان کا بھی کہیں کوئی سبب لگے کہ نہ لگے۔"

وہ ششدر سی اماں کا منہ تکنے لگی۔

"بہت خود غرض ہوں نا میں ———" اماں کی آواز بھرائی ہوئی اور کپکپا رہی تھی۔ "پر کیا کروں ماں ہوں نا ——— سوچتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد تم سب کا کیا ہو گا تو موت سے خوف آنے لگتا ہے۔ ہماری زندگی میں اتنا وحشتناک حادثہ ہو گیا ہے تو بعد میں ———"

"کچھ نہیں ہو گا اماں ——— ایسی باتیں مت کریں پلیز۔" وہ انہیں ٹوک گئی۔ اس کا اکتایا ہوا انداز اماں کے اندر بھڑکتے لاوے کو راہ دکھا گیا۔

"کیوں نہیں ہوتا کچھ ——— بہت کچھ ہوتا ہے۔ کبھی سوچا ہے تم نے کہ یوں کب تک زندگی گزرے گی۔ تمہارے باپ کا ملنے والا پیسہ اور تمہارے چند ہزار روپے کب تلک ساتھ دیں گے اور ——— اور کبھی اس تلخ حقیقت پر تم نے غور کیا ہے کہ اس گھر میں پانچ بیٹیوں کے ہوتے ہوئے بھی کسی کا رشتہ کیوں نہیں آیا ——— سوچا ہے کبھی؟"

وہ خاموش تھی ——— یہ سب کچھ تو وہ روزانہ ہی سوچتی تھی مگر اماں کے منہ سے یہ سب سننا اسے بے حد تکلیف دہ لگ رہا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ اماں کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں یہ سب کہنے سے روک دے۔

اس کے سفید پڑتے چہرے اور کپکپاتے ہونٹوں کو دیکھ کر اماں نے بے اختیار روتے ہوئے اسے سینے سے

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

لگالیا۔

"خدا نے اسے فرشتہ بنا کر بھیجا ہے توبہ...... ٹھکرانا مت اسے......" وہ بہت آہستگی سے اماں کو پیچھے ہٹا کر اٹھی اور چپ چاپ کمرے سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

"آپی بہت زبردست ڈراما آرہا ہے۔"

"آجاؤ آپی...... آج دیکھ لو نا۔"

بہنوں کی آوازیں اسے گویا کہیں بہت دور سے سنائی دے رہی تھیں۔ وہ بستر پر ڈھے گئی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے وجود کو کسی نے تیز دھار آلے سے گود دیا ہو۔ وہ دونوں بازو سینے سے لگائے۔ سمٹ کر لیٹ گئی۔ آنسو بہت خاموشی سے اس کے رخساروں پر راستہ بنا رہے تھے۔ یہ تکلیف کس قدر زیادہ تھی کہ وہ بہنوں کے مستقبل کو داغدار کرنے کا باعث بن رہی تھی۔ اگر یہ چند دنوں یا مہینوں کی بات ہوتی تو قابل برداشت بھی تھا مگر یہاں تو ساری عمر ہی ایسے گزرنے والی تھی۔

"خدایا...... تو میری دعائیں سن لے...... مجھے اس شرمناک زندگی سے نجات دے، دے میرے خدا......" اس کا دماغ پھوڑے کی مانند دکھنے لگا۔

* * *

شاہ ویز وہاں سے نکل کر علی کی طرف گیا تھا۔

"تو اس دفعہ عقلمندی کر ہی ڈالی......" علی اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"ہاں بس...... میں نے سوچا کہ پچھلی بار کی طرح وہ بپھر نہ جائے۔ اماں بیچاری تو بس روتی رہیں میری بات سن کر...... پھر کہہ رہی تھیں کہ اس سے بات کر کے جواب دیں گی۔"

شاہ ویز نے تفصیل سے جواب دیا تھا۔

"گویا ہوئے...... کہ معاملہ ابھی سپریم کورٹ میں ہے۔" علی مصنوعی تاسف سے بولا تھا۔

"ہنڈرڈ پرسنٹ شیور ہوں کہ اپروو بھی......" شاہ ویز نے کالر کھڑے کیے تھے۔

"انشاء اللہ...... آمین۔" علی فوراً خلوص سے بولا۔ تو وہ مسکراتے ہوئے ٹائم دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب میں چلتا ہوں مام نے آٹھ بجے کا ٹائم دیا تھا۔"

"اسے کہتے ہیں چپڑی اور دو دو۔" علی شرارت سے بولا تھا۔ اسے سمجھ تو نہیں آئی مگر وہ مصنوعی غصے سے علی کو گھورنے لگا۔

"تزئین آفندی جیسی بھی ہو وہ خوبصورت زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔" وہ مضبوط اور بے لچک تھا۔ علی نے ستائش سے اسے دیکھا تو وہ آنکھ اچکا کر مسکراتے ہوئے وہاں سے نکل آیا۔

پورے آٹھ بجے وہ گھر پہنچا تھا۔ علی کے ہاں باتوں کے دوران وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا تھا۔ لیکن اسے کوئی فکر نہیں تھی۔

"تمہارا موبائل پھر آف تھا شاوی......" مام نے موقع پاتے ہی اسے سرزنش کی تو وہ انجان بن گیا۔

تزئین آفندی اسے دیکھ کر کھل سی گئی تھی۔ کھانے کے دوران وہ خود شاہ ویز کو مخاطب کر کے باتیں کرتی رہی۔ شاہ ویز نے از خود اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ مام اس کے غیر مہذب رویے پر بے چینی سے پہلو بدل رہی تھیں۔ خود تزئین کو شاہ ویز کے بدلے بدلے تیور الجھا رہے تھے۔ اس سے پہلے وہ ایسا خشک مزاج بلکہ "زاہد خشک" نہیں تھا۔ اب یکبارگی وہ یوں کترانے لگا تھا تو یہ تزئین کے لیے عام بات نہیں تھی وہ بھی اس صورت میں کہ شاہ ویز کے ساتھ اب گہرا تعلق قائم ہونے والا تھا۔ مجموعی طور پر کھانا اچھے ماحول میں کھایا گیا۔ اس کے بعد کافی کا دور چلا۔

"شاہ ویز! تم مجھے اپنی سی ڈیز کی کلیکشن نہیں دکھاؤ گے جن کے بارے میں تم مجھے بتاتے رہتے تھے۔" وہ بہت بے تکلفی سے مخاطب ہوئی جو کہ اس کا خاصا تھی۔

"کوئی نیا اضافہ نہیں کیا میں نے اب تو وہ بھی بس کر دیا ہے۔" شاہ ویز نے سکون سے اسے ٹہلایا تھا۔ وہ اس کے انداز سمجھ رہا تھا۔ تزئین آفندی پہلی مرتبہ اس

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

کے بیڈ روم میں نہیں جا رہی تھی۔ وہ کوئی ایسی پاکدامن بی بی نہیں تھی شاہ ویز پر مرتی تھی اس لیے اس کی تھوڑی بہت "من مانی" بھی برداشت کر لیتی تھی بلکہ "ہنسی خوشی" برداشت کر لیتی تھی مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اب جو شاہ ویز اس کے ساتھ بیٹھا ہے وہ اس کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کر رہا۔

"اچھا وہی پرانی والی کلیکشن ہی دیکھ لیتے ہیں۔" وہ بھی ٹلنے والوں میں سے نہ تھی۔ مام نے فوراً ہاں میں ہاں ملائی۔ مسز آفندی نے بھی حمایت کی تو وہ یوں اٹھا کہ چہرے کا ہر تاثر ناگواری کا اعلان کر رہا تھا۔

شاہ ویز نے کمرے کا دروازہ کھولا پہلے تزئین اندر داخل ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ خود............ ساتھ ہی تزئین نے بہت بے باکی سے اس کے گلے میں بانہیں ڈال دی تھیں۔

"ناراض ہو مجھ سے............؟" وہ بہت اٹھلا کر پوچھ رہی تھی۔

"میرے خیال میں کلیکشن ادھر ہے۔" شاہ ویز نے اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے سرد مہری سے کہا تو اسے جھٹکا سا لگا۔

"شاہ ویز............ واٹ ہیپنڈ ٹو یو؟"

"میں اب ایسا ہی ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو وہ مضطربانہ انداز میں ہنسی پھر بڑے مخمور سے انداز میں بولی۔

"آئی نو یو آر جسٹ جوکنگ............ تم اتنا کیسے بدل سکتے ہو؟"

اس نے اپنا سر شاہ ویز کے شانے پر رکھنا چاہا تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔

"بٹ آئی ایم............ اور میں بہت سنسیرلی تمہیں ایڈوائز کروں گا کہ تم بھی اب یہ فضول حرکتیں چھوڑ دو۔ خود کو اس کے لیے سنبھال کے رکھو جس سے مستقبل میں تمہارا ناتا جڑنے والا ہے۔"

وہ جو آنکھیں پھاڑے اس کی نصیحتیں سن رہی تھی آخری بات سن کر ریلیکس ہو گئی۔

"اسی لیے تو بس میں تم سے فرینک ہوتی ہوں۔ ورنہ تو میرے قدموں میں لوٹنے والے ہزاروں ہیں۔ یو نو ویری ویل۔" وہ بڑے پر غرور انداز میں بولی تھی۔

"قدموں میں کتے لوٹتے ہیں اور شادی کے سلسلے میں تمہاری چوائس اتنی گھٹیا تو نہیں ہو سکتی اور رہی مجھ سے فرینک ہونے کی بات تو آئی ایم فیڈ اپ آف دس بولڈنیس۔"

تزئین نے قدرے آنکھیں میچ کر تیوریاں چڑھائے شاہ ویز کو دیکھا اور معاملے کی سنگینی کا اندازہ لگایا۔

یہ اکھڑے اکھڑے تیوروں اور سرد مہر لہجے والا شاہ ویز تو کوئی اور ہی تھا۔ پہلے والا نہیں۔ جو اسے قریب پاتے ہی بہکنے پر آمادہ ہونے لگتا تھا جس کی بے باکیوں اور جری جسارتوں پر بند باندھنے کے لیے اسے سوجتن کرنا پڑتے تھے۔

"پوچھ سکتی ہوں اتنی نیک نیتی کی وجہ............؟" وہ سینے پر بازو لپیٹے بڑے چبھتے ہوئے انداز میں بولی وہ فوراً بولا۔

"آف کورس............"

"کیا وجہ ہے تمہارے ان یو ژول بی ہیویئر کی؟"

اس کی رنگت سرخ ہو رہی تھی۔ غصے اور احساس ذلت سے نفس تیز تر ہو رہا تھا۔

"وجہ یہ ہے کہ نہ تو تم میری بیوی ہو اور نہ ہی میں تمہارا شوہر۔"

شاہ ویز کا انداز تمسخرانہ تھا۔ وہ بھک سے اڑ گئی۔

"شٹ اپ............ بہت جلدی احساس ہو گیا تمہیں اس فیکٹ کا۔"

"چلو دیر سے ہی سہی احساس ہو گیا............ تم تو اب بھی وہیں کی وہیں ہو۔" وہ اس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے سادگی سے بولا تو وہ تلملا اٹھی۔

"ہنہ............ نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی............"

اس کے انداز پر شاہ ویز خفیف سا مسکرایا تھا۔

"نیت ہونی چاہیے مائی ڈیئر نیت پر ہی اعمال کا دارومدار ہے۔ انسان اپنی غلطیوں سے ہی سیکھتا ہے

انسان تمام عمر گناہ کرتا رہتا ہے اس کے بعد ہی حج کرتا ہے عموماً۔"

"تو گویا مومن ہو گئے ہو......" وہ استہزاء سے پر لہجے میں بولی۔

"میں دعویٰ نہیں کر رہا...... کوشش کر رہا ہوں اب۔" وہ اسی پرسکون سے انداز میں بات کر رہا تھا۔

"تم جانتے ہو کہ ممی پپا کیوں آئے ہیں؟" وہ تیکھے لہجے میں بولی۔

"میں مام سے بات کر چکا ہوں اس سلسلے میں...... ایکچوئلی میں نے ایک لڑکی پسند کر لی ہے اپنے لیے۔"

اس نے تو گویا دھماکا ہی کر دیا تھا۔ تزئین نہایت بے یقینی سے منہ کھولے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا تم سنجیدہ ہو......؟"

"ہاں میں سنجیدہ ہوں...... اور اسے محض گوسپ مت سمجھنا۔ تم اچھی لڑکی ہو مگر تمہیں مزید بہتری کی ضرورت ہے۔ تمہیں بہت سے اچھے لڑکے مل سکتے ہیں یوں سمجھ لو کہ میں تمہارے قابل نہیں تھا۔"

وہ بہت صاف الفاظ میں اسے ریجیکٹ کر رہا تھا۔ تزئین نے سمجھنے میں دیر نہیں کی۔ وہ پھنکارتی ہوئی پلٹی تھی۔

"تم اچھا نہیں کر رہے شاہ ویز ادریس۔ یہ بات تم بہت جلد جان لو گے۔" وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔ شاہ ویز نے بے پروائی سے شانے اچکا کر بالوں میں ہاتھ ... اس کے پیچھے چل پڑا۔

تزئین ایک پل بھی وہاں رکنے کو تیار نہ تھی۔

"کیا بات ... ہے؟" ... ممی تنبیہی انداز میں بولی تو اس ... خشمگیں نگاہوں سے ... پرسکون ... شاہ ویز کو ...

... سب ڈراما ہے ممی...... جو

بات آپ لوگ طے کر رہے ہیں وہ ان کے سپوت پہلے سے طے کیے بیٹھے ہیں۔" اس کے زہریلے لہجے پر سب پر سکتہ طاری ہو گیا۔

"واٹ...... یہ کیسی باتیں کر رہی ہو ...بن...؟" مام بے یقینی سے بولیں ان کی نگاہ شاہ ویز پر تھی۔

"اس میں سو فیصد حقیقت ہے ممی۔ انہیں بس بہت ہو چکا ... وہ بس اسی کو ریفرنس دوں۔" وہ نخوت و تنفر سے بھرپور انداز میں گویا ہوئی تو مام کو لامحالہ دخل اندازی کرنا پڑی۔

"شاہ ویز...... واٹس رونگ؟"

"نتھنگ مام......" وہ طمانیت سے کہتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھا۔ "میں نے تو فرینڈ شپ کے خیال سے اسے بتایا ہے کہ میں نے اپنا لائف پارٹنر چن لیا ہے۔ عنقریب میں شادی کر رہا ہوں۔"

"یہ کیا بدتمیزی ہے شاہ ویز......؟" ڈیڈ تلملا اٹھے۔

"آئی ایم سیریس ڈیڈ...... اٹس ٹرو۔" وہ سابقہ انداز میں بولا تھا۔ کرنل آفندی نے پیشانی پر بل ڈال کر ڈیڈ کو دیکھا۔

"ہمیں اسی تماشے کے لیے انوائیٹ کیا گیا تھا کیا؟"

"نہیں کرنل صاحب کوئی مس انڈر اسٹینڈنگ ہو گئی ہو گی۔ تزئین اور شادی کی بات تو ہم کافی عرصے سے طے کر چکے ہیں۔" مام نے صورت حال انڈر کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کی تھی مگر شاہ ویز ڈیڈ کے بگڑتے موڈ اور مام کی خشمگیں نگاہوں کی قطعی پروا نہیں کر رہا تھا۔

"وہ چائلڈ ہڈ کی بات ہو گی مام...... میں ہنڈرڈ پرسنٹ سچ کہہ رہا ہوں میں اپنے لیے ثوبیہ زمان کو پسند کر چکا ہوں۔" وہ بے نیازی سے بولا مام بھڑک اٹھیں۔

"شٹ اپ شادی...... دس از نان اے

UrduPhoto.com
Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

جوک۔"

"آئی ایم ناٹ جوکنگ مام........ اب آپ اسے مذاق کا رنگ دے دیں تو آپ کی مرضی......"اس نے شانے اچکائے تھے۔

کرنل آفندی اپنی فیملی سمیت جاچکے تھے۔ مسز آفندی مام سے اچھی خاصی جھگڑ کر گئی تھیں۔ [illegible] منقطع ہوتے نظر آرہے تھے۔

اور اب ڈیڈ زخمی شیر بنے دھاڑ رہے تھے۔

"کیا بکواس کر رہے تھے تم........ تمہیں ہمت کیسے ہوئی کہ میری بات کو تم رد کرو........ہاؤ ڈیئر یو ڈو دس؟"

"ڈیڈ یہ میری زندگی ہے۔ میں اسے تزئین آفندی جیسی لڑکی کے لیے تباہ نہیں کر سکتا۔" وہ سکون سے بات کر رہا تھا۔

"بکواس بند کرو خبیث انسان........" وہ غرائے۔ "پارٹنرشپ اسٹارٹ کر رہے تھے ہم لوگ۔ خاک ڈال دی ہے تم نے میرے خوابوں پر۔"

ڈیڈ کا انداز شاہ ویز کی کنپٹیاں سلگا گیا۔

"پلیز ڈیڈ........ میں اس رویے کا عادی نہیں ہوں۔"

"او........ شٹ اپ........ ہو کیا تم........ آج اپنا نام تمہارے نام سے ہٹا دوں تو کیا شناخت ہوگی تمہاری؟"

انہوں نے گویا اس پر اس کی حیثیت واضح کرنا چاہی انداز تمسخر سے بھرپور تھا۔ شاہ ویز نے بمشکل دانت پر دانت جما کر ان کی بات برداشت کی تھی پھر بے حد سکون سے بولا۔

"آپ کے اس عمل سے مجھے نہیں مام کو پریشانی ہوگی مجھ سے پہلے سب کے سامنے جواب دہ ہوں گی۔"

اس کے جواب پر ڈیڈ پاگل ہو اٹھے۔ وہ حلق کے بل دہاڑے تھے۔

"یو بلڈی چیپ........ گیٹ آؤٹ فرام ہیئر۔"

"ہوش سے کام لو شاہ ویز........ یہ مذاق کی بات نہیں ہے۔ ہم تمہیں عاق بھی کر سکتے ہیں۔" مام کا لہجہ پر تنفر تھا وہ چند لمحوں تک سپاٹ انداز میں انہیں دیکھتا رہا لگ نہیں رہا تھا کہ یہ اس کے سگے والدین ہیں۔

"اٹس یور ہیڈک مام........ میں اتنے عرصے سے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے نہیں بیٹھا رہا۔ بچپن سے [illegible] ہے اور پچھلے پانچ سالوں سے میرا پرافٹ بھی جمع ہو رہا ہے۔ اچھی خاصی [illegible] ضرورت پڑی تو میں عدالت سے ہیلپ لے سکتا ہوں کہ اونر بھی ہوں۔"

"جان سے ماردوں گا اگر مزید کوئی بکواس کی تو........ ہے کون وہ کتیا؟" ڈیڈ غصے سے پاگل ہو رہے تھے۔ ان کی اس قدر گری ہوئی بات پر وہ بھڑک اٹھا۔ تن بدن جیسے شعلوں کی لپیٹ میں آگیا تھا۔

"اٹس **اینف ڈیڈ**........" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اشتعال کے باعث اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ مٹھیاں سختی سے بھنچی ہوئی تھیں۔

"اب اگر آپ نے اس قدر گرا ہوا لفظ اس کے لیے استعمال کیا تو میں اس بات کا بھی لحاظ نہیں کروں گا کہ میرا آپ سے کیا رشتہ ہے۔"

مروت و لحاظ کی حدیں ٹوٹ چکی تھیں رشتے کچے دھاگوں کی طرح ٹوٹ رہے تھے۔ زبان کی گراوٹ دلوں سے احترام کو بہ سرعت ختم کر رہی تھی۔

"تم گھاٹے کا سودا کر رہے ہو........ بہت پچھتاؤ گے۔"

"آپ کے پاس نہیں آؤں گا........ انڈی پنڈنٹ ہوں۔ گزارہ کر سکتا ہوں۔"

"ہنہ........ کیا میں نہیں جانتا تم کتنی عیاشیاں کرتے ہو۔ دو دن میں سب کچھ لٹا کے واپس آؤ گے۔"

ڈیڈ نے حقارت سے پیش گوئی کی تو وہ تیزی سے بولا۔

"یہ بات اب آپ بھول جائیں یہاں کبھی نہیں آؤں گا۔"

"ہے کون وہ سنڈریلا جس کے پیچھے تم اس قدر مرے جا رہے ہو؟" مام تلملا کر پوچھ رہی تھیں۔ ان لوگوں کو اس کے انکار سے جتنا نقصان ہو رہا تھا اس کے

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

پیش نظر ان کا رویہ شاہ ویز کے لیے ہرگز بھی غیر متوقع نہیں تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے ان کی امیدوں کا خون کیا تھا۔ اس نے ثوبیہ کے متعلق بتایا۔

"واٹ ــــــ یو مین سرکاری افسر کی بیٹی ہے ــــــ" ان کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹ سی گئیں۔ اس نے مزید پیٹرول ڈالا۔

"اس کے والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ خود ایک اسکول میں جاب کر رہی ہے۔" اور پھر ڈیڈ نے اسے صاف کہہ دیا تھا۔

"اگر تم نے کرنل آفندی کی بیٹی کے علاوہ اور کسی کے متعلق سوچا بھی تو تمہیں اس گھر سے اپنا تعلق منقطع کرنا پڑے گا۔"

اور وہ گویا تمام رشتے توڑ کر وہاں سے نکل پڑا۔ فقط چند چیزیں اس نے اپنے ساتھ لی تھیں۔ جن میں اس کے ویل فرنشڈ فلیٹ کی چابیاں بھی تھیں۔ فلیٹ میں پہنچتے ہی اس نے علی کو فون کیا تھا۔ اس نے آفس سے اٹھتے ہی آنے کا وعدہ کیا تو وہ ریسیور کریڈل پر ڈال کر گہری سانس لیتے ہوئے خود کو ایزی کرنے لگا۔

* * *

"اماں کب تک مجھے یوں لٹکائے رکھیں گی ــــــ؟" وہ اماں کے سامنے سراپا سوال بنا کھڑا تھا۔ انہوں نے اس سے نظریں چرا لیں۔

"وہ نہیں مانتی بیٹا۔"

"کیوں ــــــ کیوں نہیں مانتی۔ کیا کمی ہے مجھ میں اماں۔ کیا خامی دیکھی ہے اس نے میرے اندر؟" وہ تملا کر پوچھنے لگا۔

"کوئی خامی نہیں ہے تمہارے اندر بس بیٹا ــــــ یوں سمجھ لو کہ وہی تمہارے قابل نہیں ہے۔" ان کی آواز بھیگ گئی۔ کتنا مشکل تھا یوں خود کو عیاں کرنا وہ ان کے ساتھ تمام کر بیٹھ گیا۔

"اماں یہ تو میں ہی جانتا ہوں کہ وہ کس قابل ہے اور پھر اسے کیا میں بھی اس گھر کا ایک فرد ہوں میرا بھی کوئی حق ہے آپ لوگوں پر۔ میری ماں اور میری بہنیں ہیں یہاں۔" وہ بڑے مان اور استحقاق سے بات کر رہا تھا۔

اماں بے بسی سے اسے دیکھنے لگیں۔

"میں خود بات کروں اس سے؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ اماں کی نظریں دھندلانے لگیں۔ انہوں نے بمشکل اثبات میں سر ہلایا تھا۔

تبھی باہر سے عجیب سی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی چھوڑ رہا ہو۔ وہ اور زینب باہر آئیں تو ثوبیہ مہرین کو ڈانٹ رہی تھی کہ۔ وہ دونوں شاید آج ابھی لوٹی تھیں۔ ثوبیہ اور زارا آ کر بیٹھی تھیں جبکہ ثانیہ ابھی لوٹی نہیں تھی۔

"کتنی مرتبہ میں نے تمہیں منع کیا ہے۔ زبان پر کنٹرول نہیں ہے تمہیں۔ تمہیں کیا تکلیف ہو رہی تھی۔ جن کا معاملہ تھا وہ خود دیکھتیں۔" وہ مسلسل مہرین پر چلا رہی تھی۔ شاہ ویز الجھا کھڑا معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آپی! وہ ہمارے ساتھ تھیں ــــــ" مہرین نے احتجاج کیا۔

"وہ کیا اپنی زبان نہیں رکھتیں۔ تم کو اپنی بہادری دکھانے کی کیا ضرورت تھی ــــــ" وہ غصے سے بھرپور لہجے میں بولی۔

"آپی! وہ کتنے فضول ریمارکس پاس کر رہے تھے۔ ذرا سا میں نے ڈانٹ دیا تو کیا ہو گیا۔" مہرین سہمی ہوئی تھی۔

"نہیں چھیڑ رہے تھے تمہیں تو نہیں نا ــــــ" ثوبیہ نے برہمی سے کہا تھا۔ اس کا یہ انداز شاہ ویز کو بحر تحیر میں دھکیلنے لگا۔ یہ وہ ثوبیہ زمان تو نہیں تھی۔ وہ تو ہر ایک کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی تھی اور یہ ــــــ یہ جو اپنی بہن کو عجیب انوکھا سا درس دے رہی تھی۔ یہ تو کوئی اور ہی ثوبیہ تھی۔ خود غرض اور کرخت ــــــ مہرین ذرا جھنجلائی۔

"ہمیں بھی چھیڑ سکتے تھے۔ ان پر کوئی پابندی تو نہیں تھی اور پھر ہوا کیا ہے میرے ڈانٹنے پر وہ بھاگ گئے تھے وہاں سے۔"

"ہوا کچھ نہیں ــــــ تم کیا ہونے کا انتظار کر رہی ہو ــــــ اور کوئی ضرورت نہیں آئندہ ایک

Please register!

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

فضول باتوں کی طرف توجہ دینے کی کوئی بھونکتا ہے تو بھونکنے دو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتیں تو گھر بیٹھو۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اپنی بہادری دکھانے کی۔" وہ تند و تیز لہجے میں بول رہی تھی۔ مہرین کی رنگت سرخ پڑ گئی۔

"پتا نہیں آپ کس خوف میں گھر گئی ہیں، کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اب ان فضول لوگوں کے خوف سے لڑکیاں گھروں میں گھس کے بیٹھنے سے تو رہیں آپ بھی تو ابھی تک اسی معاشرے میں سروائیو کر رہی ہیں اور پھر ضروری تو نہیں کہ جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا وہی ____"

مہرین چڑ کر بول رہی تھی مگر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ثوبیہ کے تھپڑ نے اسے خاموش کرا دیا۔ وہ رخسار پر ہاتھ رکھے تحیر سے اسے دیکھ رہی تھی۔ شاہ ویز بے اختیار آگے بڑھا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ تمہیں چھوٹی بہنوں سے بی ہو کرنا نہیں آیا۔"

مہرین نے وہیں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔

"آپ کو ہمارے معاملے میں بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ غصے سے بولی۔

"یہ بھی وہی سب کچھ کر رہی ہے جو تمہیں کرنا اچھا لگتا تھا۔ اب ایسی کیا بات ہو گئی ہے۔ تمہیں تو لڑکیوں کی بزدلی سے نفرت تھی۔"

شاہ ویز کا لہجہ طنز و تلخی سے بھرپور تھا۔ وہ نادانستگی میں اس کے زخموں کو چھیڑ رہا تھا۔

"آپ کو ہمارے معاملات سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔" وہ اسی انداز میں بولی تو اماں نے تیز لہجے میں اسے ٹوک دیا وہ ابھی آئی تھیں۔

"تمیز سے بات کرو ثوبیہ ____"

"تو پھر آپ ان سے خود ہی کہہ دیں کہ میں جو بہتر سمجھوں گی وہی کروں گی۔" وہ اٹل لہجے میں بولی۔

"جو کوئی فضول بات کرے گا۔ یہ اس کا منہ توڑ دے گی۔ یہ میں اسے کہہ رہا ہوں۔" شاہ ویز غصے سے بولا۔

"آپ کون ہوتے ہیں اسے مشورے دینے والے؟" وہ چیخی۔

"بھائی ہوں میں اس کا ____" وہ فوراً جتانے والے انداز میں بولا۔

"اور اس وقت یہ بھائی کہاں تھا جب ____ ____ [illegible]" مگر آواز حلق میں دب گئی۔ آنسو اس قدر تیزی سے آنکھوں کی دہلیز تک پہنچے کہ اس [illegible] لیا۔ وہ مٹھیاں بھینچتی تیزی سے پلٹ گئی تھی۔

مہرین اماں سے لپٹی رو رہی تھی۔ شاہ ویز پرسوچ نگاہوں سے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

"چلو بھئی بلیو چل کر اپنا ہوم ورک کرو۔" شاہ ویز نے سہمی ہوئی زرین اور زوبیہ سے مخاطب ہو کر شگفتگی سے کہا تو وہ بیگ لیے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ وہ اماں کی طرف متوجہ ہوا۔

"اماں میں ثوبیہ سے بات کر سکتا ہوں؟"

"تم بھی کوشش کر دیکھو۔" اماں کے لہجے میں نمی تھی۔ وہ مہرین کو اپنے کمرے میں لے گئیں۔ وہ گہری سانس لے کر اٹھا اور ثوبیہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔

دروازہ ناک کر کے چند سیکنڈ تک اس نے انتظار کیا پھر اندر داخل ہو گیا۔ اندر کے منظر نے ثانیہ بھر کو اسے ٹھٹکا دیا۔ وہ گھٹنوں میں منہ دیے بستر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ وہ سینے پر بازو لپیٹے کھڑا اسے دیکھے گئے۔

"اب یوں پچھتانے سے کیا فائدہ ____؟"

اس قدر غیر متوقع آواز پر اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھایا تھا۔ جلد ہی وہ اس لمحاتی غیر یقینی سے نکل آئی۔

"آپ ____ آپ کیوں آئے ہیں؟" وہ آنسو سے تر چہرہ دوپٹے سے رگڑتے ہوئے ناگواری سے بھرپور لہجے میں بولی۔

"تم سے ایک بات کرنی تھی۔ اماں سے اجازت لے کر آیا ہوں۔" وہ اطمینان سے بولا۔ ثوبیہ کو فوراً سمجھ آ گئی کہ وہ کیا کہنے آیا ہے۔

"مگر میں آپ کی کوئی بات سننا نہیں چاہتی۔" وہ سپاٹ انداز میں بولی تو وہ آگے بڑھ کے کرسی پر

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

بیٹھ گیا۔ ثوبیہ کے اندر ناگواری کی لہر دوڑ اٹھی۔ اس کے تاثرات شاہ ویز کو اس کے اندر کا پتا دے رہے تھے۔

"بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں ثوبیہ جو نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں سننا اور سہنا پڑتی ہیں۔ جیسے تمہارے ابو کی موت........" وہ رسانیت سے بولا تھا۔

"وہ میرے بس کی بات نہیں تھی۔ آپ کو میں روک سکتی ہوں۔" اس نے اپنا سابقہ انداز برقرار رکھا تھا۔ شاہ ویز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ جگمگائی تھی۔

"ہاں واقعی........ اتنا حق تو رکھتی ہو کہ مجھے کسی بات سے روک سکو۔"

"آپ بات کو غلط انداز میں لے رہے ہیں۔" وہ تیز لہجے میں بولی۔

"میں تو صحیح بات کرنے آیا تھا۔ تمہی نے الجھا ڈالا۔"

"مجھے کچھ نہیں سننا........" وہ غصے سے بولی۔

"میں تمہارے انکار کی وجہ جاننا چاہتا ہوں۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔

"پہلے بھی میں آپ کے آگے جواب دہ نہیں تھی، اب بھی نہیں ہوں۔" اس کے پرسکون انداز پر ثوبیہ سلگ اٹھی تھی۔

"تم میری مستقل مزاجی دیکھ چکی ہو ثوبیہ........ اب تم میری محبت کو جمعہ جمعہ آٹھ دن کا شاخسانہ قرار نہیں دے سکتیں۔ تم میرے لیے تھیں تبھی تو کھو کر تمہیں پایا ہے میں نے۔" وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے بہت اعتماد سے کہہ رہا تھا۔ ثوبیہ کے اندر ٹوٹ پھوٹ ہونے لگی۔

"اب میں اس لہجے، اس انداز کا حق کھو چکی ہوں شاہ ویز اور بس شاید تمہاری محبت کو ٹھکرانے کی اتنی بڑی سزا دے ڈالی خدا نے۔"

"لیکن یہ میری زندگی ہے۔ میں اپنے متعلق خود فیصلے کرنے کا حق رکھتی ہوں۔" وہ خود پر کنٹرول کرتے ہوئے درشتی سے بولی۔

"بٹ آئی ایم انوالوڈ ان دس کیس۔" وہ سکون سے بولا۔

"میں 'بھی' سے آپ کی کیا مراد ہے........" وہ تپ اٹھی۔ "وہ لفظوں ہی انوالو ہیں میں نہیں۔" وہ چناؤ میں بے احتیاطی کر رہا تھا۔

"مگر تمہیں انوالو ہونا ہے........ تم میری چاہت میری محبت کو ٹھکرا نہیں سکتیں۔" وہ ضدی اور ہٹیلے انداز میں بولا۔

"پلیز! ... آپ مجھے بدتمیزی پر مجبور کر رہے ہیں۔" وہ سرخ ہو گئی۔

"... کس بیس پر تم مجھے ریجیکٹ کر رہی ہو؟" وہ سنجیدگی سے بولا۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ حقیقت جان کر ہی رہے گا۔

"حقیقت بہت تلخ ہوتی ہے اور آپ جیسے لوگوں کی محبت تو پانی کے بلبلے کی مانند ہوتی ہے۔ سچ کی کڑواہٹ آپ لوگوں کے لہجوں کی مٹھاس پر حاوی ہونے میں دیر نہیں لگاتی۔" وہ تلخی سے بولی۔

"پلیز ثوبیہ........ میری محبت کو کبھی بھی چیلنج مت کرنا۔" شاہ ویز کا چہرہ سرخ اور آواز بلند ہو گئی۔ چند لمحوں تک وہ اسے دیکھتی رہی۔

"ٹھیک ہے........ میں آپ کی محبت کو چیلنج نہیں کروں گی........" ایک دم سے ثوبیہ نے اپنا لہجہ بدلا تھا۔ انداز میں سرد مہری تو تھی مگر تلخی و ناگواری نہیں تھی۔ شاہ ویز کے ہونٹوں پر بیساختہ مسکراہٹ کھیل گئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ........"

وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ اس کی بات سننے سے پہلے ہی وہ اسے ٹوک گئی۔

"اونہوں........ یوں محض اندازوں کی جمع تفریق سے مطالب نہ نکالا کریں........" اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ دماغ میں کوئی لائحہ عمل ترتیب دے چکی ہے۔ شاہ ویز نے استفسارانہ انداز میں اس کی طرف دیکھا اس کے لہجے کے برعکس اس کے چہرے پر تناؤ کی سی کیفیت تھی۔ شاہ ویز کو ماحول پر

UrduPhoto.com
Please register
Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

عجیب سی سوگواری چھاتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

"مجھے اماں کے کسی فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن ــــــ اس کے لیے میری صرف ایک شرط ہے۔" وہ اپنی پوری ہمت مجتمع کرتے ہوئے بولی تو وہ پور پور حیرانگی میں ڈوب گیا۔

"وہ کیا ــــــ؟"

شاہ ویز کے سوال پر چند لمحے وہ چپ رہی۔ اس کے ہونٹوں کی کپکپاہٹ اور ہاتھوں کی مضطربانہ جنبش شاہ ویز کو غیر معمولی سا احساس دلا رہی تھی۔

"دیکھیں یہ سب آپ کی ضد اور ــــــ اماں کی بیچارگی مجھ سے کہلوا رہی ہے ورنہ مجھے کسی بھی مرد سے سچی اور کھری محبت کی رتی بھر بھی امید نہیں۔ بہرحال ــــــ آپ اگر وہی چاہتے ہیں جو اماں کہہ رہی تھیں تو میری پہلی اور آخری شرط یہ ہے کہ آپ عیاض احمد سے ملیں اور اس سے پوچھیں کہ اس نے مجھ سے شادی کیوں نہیں کی؟ اس کے بعد اگر آپ اپنے ارادے پر قائم رہے تو آپ ــــــ آپ کبھی بھی تہی داماں نہیں لوٹائے جائیں گے۔"

اس کی آواز میں لرزش مگر لہجہ مضبوط تھا مگر فی الحال شاہ ویز کی تیوریاں اس کی بات پر چڑھ گئی تھیں۔

"یو آر انسلٹنگ می ثوبیہ ــــــ" وہ تیز لہجہ میں بولا۔ "محبت کی بنیاد اعتماد اور اعتبار ہوتے ہیں۔ بے اعتمادی کی زمین پر محبت کا پودا کبھی پروان نہیں چڑھ سکتا چاہے خون جگر سے اس کی آبیاری کی جائے اور تم مجھے اس قدر گھٹیا ترغیب دے رہی ہو۔"

اس کے برفاب لہجے پر بھی ثوبیہ نظریں جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رہی پھر بہت سپاٹ جذبات سے عاری لہجے میں بولی۔

"بس یہ میرا پہلا اور آخری مطالبہ ہے۔" "[illegible] کوئی فرق نہیں پڑتا کہ عیاض احمد نے انکار کیوں کیا میرے لیے یہ بات زیادہ اہم ہے کہ میں تمہارا اقرار چاہتا ہوں۔"

اس کا انداز اٹل و بے لچک تھا۔ آنسو روکنے کی کوشش میں ثوبیہ کا حلق دکھنے لگا تھا۔

"تو پھر میرا پیچھا چھوڑ دیں خدا کے لیے۔" وہ ایکدم پھٹ پڑی تھی۔ "جان عذاب میں ڈال دی ہے میری آپ نے آپ کیوں نہیں سمجھتے مجھے ــــــ کیوں نہیں بھول جاتے ــــــ کیوں نئے سرے سے مجھے ریزہ ریزہ کرنا چاہتے ہیں آپ [illegible] کو ہر بات بتا دینے کے بعد آپ [illegible] آپ کے پاس کہ آپ احترام کی چادر [illegible] میرے سر کو عزت و آبرو [illegible] آپ [illegible] ڈالیں گے۔ کیا گارنٹی ہے آپ دل میں [illegible] نہیں میرے لیے تمسخر و نفرت سے نہیں بھر جائیں گی۔ حقیقت جاننے کے بعد آپ کا فیصلہ میری زندگی کو جس خار زار پر گھسیٹ لے گا وہ آپ نہیں جانتے۔" اس نے آنسوؤں سے بوجھل آواز اور پر شکست لہجے کو بمشکل سنبھالا اسے یوں لگا جیسے وہ مٹی ہوگئی ہے جیسے ہر کوئی روند سکتا ہے وہ کوئی شاہراہ عام ہے جہاں سے گزرنے والوں کی کوئی تفریق نہیں۔

"میں ہر بات تم سے سننا چاہتا ہوں ثوبیہ ــــــ اور پلیز ٹرسٹ می میں نے تم سے محبت کی ہے ثوبیہ۔ صرف تم سے ــــــ" شاہ ویز کا لہجہ ٹھہر سا گیا تھا۔ "اتنا مت آزماؤ مجھے۔"

"یا خدا ــــــ" ثوبیہ کے دل کو جیسے کسی نے چیر ڈالا تھا۔

"تو کیا یہ واقعی میری ناقدری کی سزا ٹھہری؟"

دل و دماغ پل بھر میں فہم و فراست کی کئی منزلیں طے کر گئے۔

"میں نے آپ کو اپنا فیصلہ بتا دیا ہے آگے آپ کی مرضی۔"

اس نے دل و دماغ کے شور کو دباتے ہوئے رکھائی سے کہا اور بستر سے اٹھ کر اپنی چھوٹی سی رائٹنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔

شاہ ویز چند ثانیوں تک لب بھینچے اسے دیکھتا رہا پھر ایک جھٹکے سے نشست چھوڑ کر وہ باہر نکل گیا۔

* ــــ * ــــ *

کتنی ہی دیر سے علی اس کے ساتھ سر کھپا رہا تھا۔

"او میرے یار ــــــ کوئی بات ہوگی جبھی اس

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

نے کہا ہے نا............"
شاہ ویز کے مسلسل اپنی بات پر جمے رہنے سے وہ چڑ کر بولا تھا۔
وہ غصے سے بولا۔ "وہ مجھے آزما رہی ہے۔ وہ تو چاہتی ہی یہ ہے کہ میں جا کر اس شخص سے انکار کی وجہ پوچھوں تا کہ وہ بڑے تنفر اور طنز سے مجھ سے بول سکے کہ بس یہ تھا تمہارا اعتماد و اعتبار............"
شاہ ویز کی وزنی دلیل نے علی کو چند ثانیوں کے لیے خاموش کرا دیا۔
"لیکن اس کا فیصلہ تمہاری عیاض احمد سے ملاقات کے بعد کے جواب پر ڈیپینڈ کرتا ہے اور پھر یار وہ ایسی لڑکی تو نہیں کہ جس کی باتوں کو اگنور کر دیا جائے............ تم خود بھی کئی دفعہ اس کی اماں اور خود اس کے رویئے کی پراسراریت کا ذکر کر چکے ہو۔" ذرا توقف کے بعد علی بے حد سنجیدگی سے بولا تو اس نے گہری سانس لی۔
"ہر بات اپنی جگہ درست سہی مگر میں اپنی محبت پر ذرا سا دھبا بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کم از کم اس زندگی میں تو میں ہرگز بھی ایسا نہیں کروں گا۔"
"تو آواگون کو ماننے لگا ہے تو؟" علی نے گھبرانے کی ایکٹنگ کی۔
"بکواس نہیں کرو............" وہ سنجیدہ تھا۔ ثوبیہ کی باتیں اسے الجھا رہی تھیں مگر ان کی تصدیق کسی تیسرے فریق سے کرنا اسے اپنی محبت کی ہتک محسوس ہو رہا تھا۔ علی ابھی مزید بحث کے موڈ میں تھا مگر شاہ ویز کا موبائل بج اٹھا علی گہری سانس لے کر بستر پر اوندھا گر گیا۔
شاہ ویز بات کر رہا تھا۔ دوسری طرف اس کی مام تھیں۔
اسے فلیٹ میں آئے دو ہفتے ہونے کو تھے اور اس دوران اس نے گھر پلٹ کر نہیں دیکھا تھا البتہ فیکٹری وہ باقاعدگی سے جا رہا تھا کیونکہ شاہ ویز کے نام تھی اور اسے بے دخل کرنے کا حق ڈیڈی کے پاس بھی نہیں تھا بلکہ اس کے بھوکوں مرنے کی بات تو مام اور ڈیڈ نے خوامخواہ کروی تھی ورنہ جتنی پر اپنی اور شاہ ویز کا تھا۔ اس سے وہ اچھی خاصی خوشحال زندگی [illegible] سکتا تھا۔
"جی فرمایئے............؟" وہ روڈلی گویا ہوا۔ انجانی سے
"عقل ٹھکانے آئی یا نہیں؟" ان کا لہجہ [illegible] بھرپور تھا۔
"مام پلیز............" وہ زچ سے آگیا۔ "جو کہنا ہے ایسے میرے پاس [illegible] لیے ٹائم نہیں ہے۔"
"اچھا............" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسیں۔ "تو پھر تو یہ زمان پر [illegible] رہے ہو؟"
"آپ کو کوئی ضروری بات کرنی ہے یا میں آف کروں؟" وہ سلگ کر بولا تو انہوں نے طویل سانس لی پھر تحکمانہ انداز میں بولیں۔
"تمہارے ڈیڈ نے بلایا ہے تمہیں۔"
"آئی ایم سوری مام............ میں نہیں آ سکتا۔"
اس نے فی الفور انکار کر دیا۔
"تمہارے فائدے کی بات ہے۔" انہوں نے عجیب سے لہجے میں کہا۔
"جتنا فائدہ مجھے ملنا تھا مل چکا۔ اب مجھے مزید کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ بے مروتی کی حد تک خشک لہجے میں بولا تو وہ تپ اٹھیں۔
"ہاں جتنا فائدہ ہم سے تمہیں مل سکتا تھا مل گیا اب لوگوں کی باری ہے کہ وہ تمہاری بیوقوفی سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ جو غریب غربا تم نے چمٹا رکھے ہیں یہ فقط تمہیں دھوکا دے رہے ہیں اور جس لڑکی کے پیچھے تم مر رہے ہو وہ تو ایک کال گرل سے بھی بدتر ہے۔"
ان کے الفاظ تھے یا جلتے ہوئے انگارے اس کی سماعتوں کو چھو گئے تھے۔
"یہ سب بکواس سنانی ہے مجھے تو آئندہ سے سمجھ لیں کہ میں مرگیا ہوں آپ کے لیے۔" وہ دہاڑا تھا۔
اس کا سرخ چہرہ بھینچے ہوئے جبڑے علی کو صورت حال کی سنگینی کا احساس دلا رہے تھے۔ اس نے موبائل بند کرنے کی بجائے سامنے دیوار

UrduPhoto.com
Please register!
Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

پردے مار اور مٹھیاں بھینچے ادھر ادھر پھرنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے لہو اتر آیا تھا۔

"ریلیکس شاوی ...... بیٹھ جاؤ۔" علی نے نرمی سے اسے سنبھالنا چاہا۔

"کیسے ریلیکس ہو جاؤں میں ...... جس لڑکی کو میں نے کبھی میلی نظر سے دیکھا نہیں یہ لوگ اس کے متعلق اس قدر گری ہوئی باتیں کر رہے ہیں آئی گیس [illegible] ......" وہ پھٹ پڑا تھا۔ علی اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہو جائے گا سب ...... میں نے تجھے کہا تھا نا کہ عشق میدان جنگ ہے۔ اس میں عاشق کو ہمیشہ حالت جنگ میں رہنا پڑتا ہے۔ مقابل چاہے طنز و استہزاء سے کام لے یا برداشت کو آزمائے۔ ہر تیر جگر پر کر ہی عاشقوں کی فہرست میں نام آتا ہے۔ تیدو تخت ہزارہ چھوڑنے کے بعد ہی رانجھا بنا تھا۔ قیس گلیوں میں لوگوں کے پتھر کھا کر مجنوں اور چناب میں ڈوب کر مہینوال کے نام امر ہوئے ہیں اور تو اتنی آسانی سے مسند عشق پہ جا بیٹھنا چاہتا ہے۔ ایک ضبط برداشت تو تجھ میں ہے نہیں ...... میری مان تو پلٹ جا اپنی زندگی کی طرف کل کو اگر تیرے عشق میں کوئی امتحان آ گیا تو؟"

"تو تو لکھ لے علی ...... ان امر ہونے والوں کی لسٹ میں میرا نام بھی ہو گا۔ یاد رکھنا یہ بات۔" علی کی بے حد سنجیدگی سے کہی بات کو شاہ ویز نے اس سے زیادہ سنجیدگی سے کاٹا تھا۔ علی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"اینڈ آئی ایم شیور اباؤٹ دیٹ۔" اس نے کھینچ کر ناراض ناراض کھڑے شاہ ویز کو گلے سے لگایا تھا۔

* ...... * ...... *

"سر جی ...... بڑے سر جی نے بھجوایا ہے۔" وہ فائل چیک کر رہا تھا جب چپراسی نے ایک خاکی لفافہ اس کے سامنے رکھا۔ اس کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"کس نے بھجوایا ہے؟"

"بڑے سر جی نے اپنے ڈرائیور کے ہاتھ بھجوایا ہے۔" چپراسی نے مودب لہجے میں کہا تو اس نے پر سوچ انداز میں سر ہلا کر اسے جانے کا کہا پھر اس نے پین ہولڈر میں پین اٹکا کر لفافہ اٹھایا وہ بند نہیں تھا۔ شاہ ویز کے ماتھے پر بل پڑنے لگے۔ اس نے لفافے کے اندر جھانکا اخبار کی چھوٹی بڑی کٹنگز دیکھ کر وہ الجھ گیا۔ اس نے ساری کٹنگز نکال کر سامنے رکھیں۔ پہلی [illegible] تو یہ [illegible] پھر ایک خبر نے اس کی توجہ اپنی طرف مرکوز کروائی۔

"[illegible] کی بیٹی (ش) نامعلوم افراد کے ہاتھوں اغوا ہو گئی۔ پولیس تحقیقات جاری ہیں۔"

شاہ ویز کے ذہن میں جھماکے سے ہونے لگے۔ وہ تیزی سے دوسری کٹنگز پڑھنے لگا۔

"او مائی گاڈ ......" اس کی آنکھوں کے آگے جیسے اندھیرا چھانے لگا۔

"پانچویں دن مغویہ کی واپسی ......"

جو کچھ لکھا تھا اور جو وہ پڑھ رہا تھا اس کی رگوں میں سیال کی جگہ لاوا بھرنے کو کافی تھا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں ......" اس کی دماغی رگیں گویا پھٹنے کو تھیں۔ آنکھوں میں ضبط کی سرخیاں اترنے لگیں۔

"یہ نہیں ہو سکتا ...... وہ تو پاکیزہ ہے۔ مریم ہے ...... یہ نہیں ہو سکتا۔ او خدایا ...... یہ نہیں ہو سکتا۔" اس نے ٹیبل پر ہاتھ مار کر تمام چیزیں ادھر ادھر پھینک دیں مگر اندر سلگتی آگ جیسے اس کے تن من کو جلا کر راکھ کرنے لگی تھی۔ وہ ٹیبل پر ہاتھ ٹیک کر سسک اٹھا۔

"میرے خدا ...... یہ کیسی سزا ہے؟" وہ ٹوٹ کر رہ گیا تھا۔ صرف سانسیں زندگی کا پتا دے رہی تھیں۔

"اماں ...... یہ سب ...... کیا ہو گیا؟" اماں بیچاری کیا کہتیں۔ چادر کے پلو میں منہ چھپا کر رونے لگیں۔

"مجھے بتا میں ...... کون تھے وہ ......؟" وہ شعلوں بھرے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

"کوئی فائدہ نہیں بیٹا۔۔۔۔۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ان لوگوں کو۔۔۔۔۔ میری بچی برباد ہو گئی ہے۔ میرا شوہر مر گیا۔ کسی نے کچھ نہیں کیا۔ اس پر تو قتل کا مقدمہ چلنا چاہیے تھا۔" اماں رو رہی تھیں۔

"اماں۔۔۔۔۔ خدا کے لیے ایکبار آپ مجھے اس کا نام بتائیں۔۔۔۔۔" وہ بمشکل برداشت کر رہا تھا۔

"میری پھولوں جیسی بچی کو مسل دیا اس رذیل درندے نے۔۔۔۔۔ تم بتاؤ اس کی بہادری اس کا عیب کیوں بنا دی گئی۔ اس کی صاف گوئی کی اتنی بڑی سزا اسے کیوں ملی۔۔۔۔۔ کسی نے ہمارا ساتھ نہیں دیا وہ تو ہر ایک کو بچانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی تھی اس کے لیے کوئی کیوں آگے نہیں بڑھا۔۔۔۔۔" اماں کے ہونٹوں سے نکلا ایک ایک لفظ اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل رہا تھا۔ انہوں نے شروع سے آخر تک ہر بات اسے بتا دی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔

"اماں۔۔۔۔۔ کسی سے کچھ مت کہیئے گا اس بارے میں۔"

وہ آندھی طوفان بنا نکل گیا۔ اس کے تیور اماں کو ہراساں کر گئے مگر ان کے پکارنے پر بھی وہ نہیں رکا۔

* * *

"کتنے دن ہو گئے شازے بھائی نہیں آئے۔" تانیہ متفکر تھی۔

"تیسرا ہفتہ ہے یہ۔۔۔۔۔" مہرین نے فوراً حساب لگایا تھا۔ اماں کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔

"اب یہ حساب کتاب چھوڑو اور کھانا لگاؤ بھوک لگ رہی ہے مجھے۔" ثوبیہ نے فوراً ان کا دھیان بٹانے کو جلدی جلدی کہا تو وہ دونوں فوراً اٹھ گئیں۔

"اماں [illegible]" [illegible] اماں کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی تو ان کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے۔

"اماں۔۔۔۔۔" وہ پریشان سی ان کے پاس آ بیٹھی۔ "کیا ہو گیا۔۔۔۔۔؟"

"شاہ ویز آیا تھا۔" وہ گلوگیر لہجے میں بولیں۔ ثوبیہ نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

"ک۔۔۔۔۔" اماں اس کی بات کاٹ گئیں۔

"اس دن آخری بار آیا تھا۔۔۔۔۔ اسے سب کچھ معلوم ہو گیا تھا۔" اماں نے اس کے وجود میں جیسے خنجر [illegible] انہیں دیکھنے لگی۔

"وہ چلا گیا اور۔۔۔۔۔ اس کے بعد نہیں آیا۔" [illegible] انہیں طمانیت کی [illegible] کے اندر لہریں دوڑنے لگیں۔

"میں بھی کہوں یہ اپنی محبت میں اتنا سچا کیسے ہے۔" شاہ ویز کی محبت کی سچائی ثوبیہ کو سلگاتی رہتی تھی۔ اب علم ہوا کہ وہ بھی عام مردوں جیسا ہی تھا تو دل چین پا گیا تھا۔

"بس کریں اماں۔" اس نے ماں کا ہاتھ تھپکا۔ "یہ "بیٹے" ایسے ہی ہوتے ہیں۔ آپ کو تو ویسے ہی دھوکے کھانے کا شوق ہے ورنہ میں تو آپ کو کب سے کہہ رہی تھی کہ۔۔۔۔۔ اماں یہ مرد قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ دنیا جہاں کی لڑکیوں کو داغدار کرتے پھریں گے مگر اپنے لیے انہیں حور چاہیے۔۔۔۔۔ بہرحال آپ کو ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں جو ہوا اسے بھول جائیں۔ ایک نہ ایک دن ایسا ہونا ہی تھا۔ آپ بس لوگوں سے توقعات وابستہ کرنا چھوڑ دیں۔" وہ بہت سکون سے انہیں مشورہ دے رہی تھی۔ وہ اسے خود سے لپٹا کر رو دیں۔ اس نے بے اختیار نچلا لب دانتوں تلے کچلا تھا۔

تو ثوبیہ زمان تم اپنی قسمت پر بدبختی کا ٹھپا لگوا بیٹھی ہو۔ کسی کی محبت اب تمہارے لیے نہیں ہوگی۔

وہ اسکول آف ہونے کے بعد باہر نکلی۔

"ثوبیہ۔۔۔۔۔" وہ کرنٹ کھا کر پلٹی تھی۔

"میری گاڑی وہ کھڑی ہے۔ تھوڑی دیر کو میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" شاہ ویز اس سے نظریں ملائے بغیر کہہ رہا تھا۔

"آپ گھر چلیں۔۔۔۔۔ میں آجاؤں گی تھوڑی

UrduPhoto.com

Scanned with CamScanner

اس نے ادھر ادھر رکھے کی تلاش میں نگاہ دوڑاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ گہری سانس لے کر پلٹ گیا۔

وہ گھر پہنچی تو وہ موجود تھا۔ اماں خاموش سی بیٹھی تھیں۔ وہ بیگ میز پر رکھ کر صوفے پر ٹک گئی۔

"فرمایئے ...... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

وہ ہنوز جذبات سے عاری چہرے و ... کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔ اماں چائے لانے کے بہانے سے اٹھ گئیں۔

وہ چند لمحوں تک سر جھکائے بیٹھا رہا جیسے الفاظ جمع کر رہا ہو۔

"ثوبیہ ...... میں بہت شرمندہ ہوں۔ میں نے بہت سوچا ہے اپنے اس پاگل پن کے متعلق اور ......"

"آپ مجھ سے شادی نہیں کریں گے ...... یہی نا؟" وہ اس کی بات کاٹ کر بڑی استقامت سے بولی۔ وہ خاموش رہا۔ ثوبیہ کی رگوں کو آہستہ آہستہ جیسے کوئی کاٹ رہا تھا۔ وہ شدید تکلیف میں تھی۔

"میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ یہ محبت وغیرہ آپ کے بس کا روگ نہیں مگر آپ کو ٹائم ضائع کرنے کا شوق تھا۔"

وہ متوازن لہجے میں بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ شاہ ویز کے دل کو جیسے کسی نے مسل کر رکھ دیا۔ اس نے سر اٹھا کر ضبط و تحمل سے گندھی اس نازک سی لڑکی کو دیکھا اور اس کے مقابل کھڑا ہو گیا۔

"میں قسم کھا کے کہتا ہوں ثوبیہ ...... میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔" وہ ایک دم بولا تھا۔ ثوبیہ کو یوں لگا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔

"تم بہت پاکیزہ ہو۔ بالکل مریم کی طرح پاکباز۔"

"... کوئی حق نہیں پہنچتا میرا مذاق اڑانے کا۔" وہ چلا اٹھی۔ آنکھوں کے آگے دھند سی چھانے لگی تھی۔

"یہ مذاق نہیں ہے ثوبیہ ......" وہ بے حد سنجیدہ تھا۔ "میں اگر سو بار بھی پیدا ہوں تو تمہیں پانے کا شاید تصور بھی نہ کر سکوں۔"

"ہنہ ...... دیکھ لی میں نے تمہاری محبت کی اصل تصویر شاہ ویز ادریس ...... اپنی کمزوریوں کو بہانوں میں مت چھپاؤ۔" وہ تیزی سے بولی۔ شاہ ویز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا تھا۔

"میری محبت کو ... محبت کو ......"

"ہاں ...... محبت ...... یہی ہے نا تمہاری محبت کل تک میرے پیچھے ... تھے اور آج میرے ... بیک گراؤنڈ ... کو جان کر ساری محبت جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔"

شاہ ویز نے میز پر پڑا شاپر اٹھایا اور اس میں سے ایک اخبار نکال کر ثوبیہ کی طرف بڑھایا۔ وہ ناگواری سے اسے دیکھنے لگی۔

"بیٹھو اور میری بات سنو ...... بے شک آخری دفعہ ہی سہی۔"

اس کے لہجے میں تحکم کی بجائے نرمی تھی۔ وہ لب بھینچتی اپنی جگہ پر واپس بیٹھ گئی۔

"یہ خبر پڑھو ...... جس کو ریڈ کلر سے نک مارک کیا گیا ہے۔"

اس نے اخبار ثوبیہ کو تھمایا تھا۔ وہ کوفت و بیزاری سے اس کے کہے پر عمل کرنے لگی۔ ہفتہ بھر پرانا اخبار تھا۔ اس نے خبر پر نگاہ ڈالی۔

"ملک کے مشہور و معروف مل اونر ...... کے سب سے چھوٹے بیٹے کو نامعلوم افراد نے تشدد کے بعد گولیوں سے چھلنی کر دیا۔"

ساتھ میں مقتول کی قتل سے پہلے اور قتل کے بعد کی تصویر بھی تھی۔ اس کی رگوں میں گویا سنسناہٹ سی پھیل گئی۔ یہ شکل ...... وہ کیسے بھول سکتی تھی۔ یہ وہی تو تھا اسے پاتال میں اتارنے والا۔ اس کی رگوں میں زہر اتارنے والا۔ اس کا سر چکرانے لگا۔

"میں برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ تمہیں تکلیف دینے والا اس زمین پر دندناتا پھرے۔ دنیا کے کسی قانون میں ایسے شخص کی سزا موت نہیں ہے لیکن ہمارا مذہب ایسے شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ میں

UrduPhoto.com
Scanned with CamScanner

دنیا کے قوانین کی نگاہ میں مجرم سہی مگر اپنے مذہب اپنے ضمیر کی عدالت میں نہیں ہوں۔"

وہ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔ ثوبیہ کو پتا بھی نہیں چلا اور اس کے رخسار آنسوؤں سے بھیگ گئے پھر وہ زور زور سے رونے لگی۔

شاہ ویز نے سختی سے لبوں کو بھینچا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور تپائی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"تم میرے انکار کو غلط مت سمجھنا ثوبیہ۔ میں واقعی تمہارے قابل نہیں ہوں۔ تم میرے لیے ابھی بھی بہت پاکیزہ ہو پہلے کی طرح اجلی اور بے داغ پہلے شاید میں جذبات سے کام لے رہا تھا مگر اب اپنی داغدار زندگی پر نگاہ ڈالتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ تم جیسی لڑکی کے لیے بہت اچھا سا شخص ہونا چاہیے۔"

"کچھ مت کہئے پلیز......" وہ گلوگیر لہجے میں گویا منت کرتے ہوئے بولی تھی۔

"ثوبیہ میں اب بھی دل و جان سے تمہارے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہوں لیکن....." وہ رک سا گیا۔ اس کے چہرے پر ضبط کی سرخیاں تھیں۔

"آپ نے جتنی مہربانی کی ہے میرے لیے وہی بہت ہے۔"

وہ ضبط کی انتہا پر تھی۔ شاہ ویز چند لمحوں تک اس کے بھیگے ہوئے چہرے کو دیکھتا رہا۔

"میں بہت برا آدمی ہوں ثوبیہ..... ابھی بھی میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔ میں اس شادی سے انکار نہیں کر رہا مگر مجھے ڈر ہے کہ میرے بارے میں جان کر تم انکار نہ کر دو۔"

وہ جیسے بہت مشکل میں تھا۔ وہ خاموشی سے روتی رہی۔

"میں نے تم سے بہت سچی محبت کی ہے ثوبیہ۔ تمہارے لیے میں اپنا گھر اپنے ماں باپ چھوڑ دیئے مگر اب یوں لگتا ہے کہ میں اپنی وجہ سے تمہیں کھو دوں گا۔"

ثوبیہ نے تحیر سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں بالکل بھی اچھا آدمی نہیں تھا۔ "تھا" کا لفظ اس لیے استعمال کر رہا ہوں کہ اب ان برائیوں سے میں تائب ہو چکا ہوں۔ میں کوئی اچھا آدمی نہیں رہا۔ بہت سی لڑکیوں سے میری دوستی سے آگے تک بات چیت تھی..... میں نے کبھی سیدھی راہ پر چلنے کی کوشش نہیں کی مگر میں نے کبھی زبردستی کسی لڑکی کو حاصل نہیں کیا۔ تمہیں دیکھا تو میری زندگی بدل گئی۔ ہر برا کام میں نے چھوڑ دیا۔ اللہ کا شکر ہے، اس زندگی ہی کو چھوڑ آیا ہوں..... لیکن اب سوچتا ہوں کہ شاید تم مجھے ویسا ہی نہ سمجھو۔ تمہیں سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے۔ میں تم سے کچھ چھپانا نہیں چاہتا۔"

"آپ نے سوچا کہ اب تو میں بھی آپ ہی کی کسٹڈی میں آ گئی ہوں انکار نہیں کر پاؤں گی۔"

وہ اس قدر اچانک بولی اور اس قدر تلخی سے کہ شاہ ویز بھونچکا رہ گیا۔

"ثوبیہ...... اب بھی...... کیا اب بھی میں تمہارے لیے معتبر نہیں ہوا؟" وہ دکھ سے بوجھل لہجے میں بولا۔ ثوبیہ کی آنکھیں چھلکنے لگیں۔

"تو پھر...... پھر آپ اس طرح کی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟ آپ نے کیسے سوچ لیا کہ میں آپ کو بھی اسی کیٹگری میں شامل کروں گی۔ اماں کہتی ہیں کہ خدا کچھ لیتا ہے تو دیتا اس سے زیادہ ہے۔ میں بہت خوش تھی کہ آپ کی محبت جھوٹی نکلی کیونکہ میرا خیال تھا ہر مرد ایک سا ہوتا ہے مگر آپ نے اس سوچ کو غلط ثابت کر دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو میرا اعتبار ہر ایک پر سے اٹھ جاتا۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی اور شاہ ویز کا دل خوشی سے معمور ہوتا جا رہا تھا۔

"وہ بہت بے نیاز ہے ثوبیہ...... شاید اس نے تمہارا خود پر یقین مضبوط کرنے کے لیے ہی مجھے راہ راست پر ڈال دیا۔ میں نے اس پرغلاظت دنیا کو اسی لیے چھوڑ دیا کہ مجھے ایک لڑکی پر یقین پختہ کرنا تھا اور تمہیں خدا نے اس لیے امتحان و آزمائش میں ڈالا کہ اس کے بدلے تمہیں بے حد محبت اور آسائش بھری زندگی ملنا تھی...... واقعی وہ بہت بے نیاز ہے مگر رحیم و کریم اس سے بھی زیادہ۔ اس کی حکمت بس وہی

UrduPhoto.com

Please register!

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جانتا ہے۔"

شاہ ویز کی باتوں نے ثوبیہ کو رلا ڈالا۔ اماں بھیگی آنکھوں سے ثوبیہ کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔

"اماں ــــــ دیکھا آپ نے خدا نے اس ذلیل انسان کو کیسے فنا کر دیا۔" وہ اخبار اماں کی طرف بڑھا کر نفرت بھرے لہجے میں بولی تو وہ اخبار دیکھنے لگیں۔

"یہ ــــــ یہ تم نے ــــــ" اماں نے ششدر ہو کر شاہ ویز کو دیکھا تو شاہ ویز نے انہیں بانہوں کے گھیرے میں لیا۔

"اماں! ایک بیٹے کا یہی فرض ہوتا ہے ــــــ کیا آپ اسی لیے بیٹا نہیں مانگتی تھیں۔" وہ رنجیدہ تھا۔ اماں اس کے شانے پر سر ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

"اب آپ لوگ اپنی مرضی سے جو چاہیں فیصلہ کر سکتی ہیں۔" اس نے تمام فیصلہ ان پر چھوڑ دیا تھا۔

"میں کچھ نہیں کہوں گی شاہ ویز۔ ماؤں کو تو بیٹیوں میں کوئی عیب ہو بھی تو دکھائی نہیں دیتا یہ فیصلہ ثوبیہ کو خود کرنا ہے۔ تم پر اعتماد کر کے۔"

اماں چلی گئی تھیں۔

وہ دونوں خاموش بیٹھے تھے پھر وہ خود ہی بولی۔

"میں بہت عاقبت نا اندیش تھی شاہ ویز ــــــ میں خود کو بہت مضبوط اور بہادر سمجھتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ لڑکیوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے میں نے کبھی مصلحت جیسی چیز کو درخور اعتنا نہیں جانا تھا۔ شاید کبھی میرے انداز میں غرور آ گیا ہو جو میرے خدا کو پسند نہیں آیا۔ میں واقعی چاہتی تو کسی اور انداز میں بھی خود کو مخفی رکھ کر بھی قانون کی مدد کر سکتی تھی مگر شاید وہ میرا بے جا اعتماد اور غرور ہی تھا جس نے مجھے سرنگوں کر دیا ــــــ میں تمہیں [illegible]"

UrduPhoto.com

"وہی خدا اب تمہیں سر اٹھا کے چلنے کا موقع دے رہا ہے ثوبیہ! اس بزرگ و برتر نے تمہیں موقع دیا ہے کہ تم مجھ جیسے شخص کو راہ راست پر لے آؤ ــــــ پلیز ثوبیہ مجھے مت ٹھکرانا۔"

وہ ڈبڈبائی آنکھوں [illegible] شخص کو دیکھ رہی تھی جو اپنے قد سے بھی اونچا نظر آ رہا تھا۔ جو اتنی بڑی حقیقت جاننے کے بعد بھی خود کو اس سے کمتر سمجھ رہا تھا۔ اسے وہی مقام دینے پر بضد تھا جو وہ شروع سے دیتا چلا آ رہا تھا۔ اسے یوں لگا جیسے واقعی خدائے بزرگ و برتر نے اس کے لیے خضر بھیج دیا ہو۔

"شاہ ویز ــــــ میں بہت تھک گئی ہوں۔" وہ بہت بے بس لہجے میں نمی سمیٹتے بولی تھی۔ اس کا ہارا ہوا لہجہ اور [illegible] انداز شاہ ویز کو ان کہی بات کا بھید دے رہا تھا۔ اس کے تھکے ماندے وجود میں سرشاری کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"بس ثوبیہ ــــــ تمہارا سفرِ عذاب ختم ہو گیا۔ تمہاری منزل خود چل کے تمہارے پاس آ گئی ہے۔"

وہ بے حد مضبوط لہجے میں سچائی سمو کر بولا تو بھیگی ہوئی آنکھوں سنگ وہ بے ساختہ مسکرا دی تھی۔

"مبارک ہو ــــــ" ثانیہ اور مہرین اچانک آ دھمکی تھیں۔ شاہ ویز کے چہرے پر خوشیوں کی برسات تھی۔

"بلیو ــــــ یہ کیا حرکت ہے؟" وہ مصنوعی خفگی سے انہیں گھور رہا تھا مگر ہونٹوں کی تراش میں مسکراہٹ دبی تھی۔

"حرکت میں برکت ہے۔"

وہ دونوں کورس میں بولیں تو شاہ ویز ثوبیہ کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔ اماں ان سب کو خوش دیکھ کر آسودہ ہو گئیں۔

اس کی پیشانی روشن تھی اور آنکھیں بے حد طمانیت اور آسودگی سے چمک رہی تھیں۔ ثوبیہ کا رواں رواں خدا کا شکر ادا کر رہا تھا۔ ان سب کا خدا پر کامل یقین ہو گیا تھا۔ وہ بے نیاز ہے رحیم و کریم ہے اس کی رحمت بے پایاں ہے۔ اماں نفل پڑھنے کے لیے پلٹ گئی تھیں۔

Scanned with CamScanner